ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

28

www.tanzeem.org

9 تا 15 جولائی 2013ء / 29 شعبان المعظم تا 5 رمضان المبارک 1434ھ

اس شمارے میں

مصر میں فوجی بغاوت کا سبق

سلوک قرآنی کا اصل الاصول: انفاق

رحمت کی نظر چاہیے!

روزے کے احکام

رمضان کے روزے، نظم کلام کی روشنی میں

پرویز مشرف پر غداری کا مقدمہ

دوحہ مذاکرات

حکیم ابونصر محمد فارابی

روزہ اور تقویٰ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ﴾ (البقرہ:183) ''اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا' تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو جائے''...... گویا روزے کی مصلحت اور مدعا تقویٰ ہے۔ تقویٰ کے معنی اور مفہوم کو جان لینے سے یہ مصلحت اور حکم بڑی آسانی سے سمجھ میں آ جائے گا۔ ''تقویٰ'' کے معنی ہیں ''بچنا''۔ قرآن مجید نے اس میں اصطلاحی مفاہیم پیدا کیے' یعنی اللہ کے احکام کو توڑنے سے بچنا' حرام سے بچنا' معصیت سے بچنا' یہ تقویٰ ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے نفس کے بہت سے تقاضے ہیں مثلاً' پیٹ کھانے کو مانگتا ہے۔ فرض کیجیے کہ کوئی حلال چیز کھانے کو نہیں ہے تو ایسے میں اگر کوئی مسلمان اس بھوک کے ہاتھوں مجبور ہو جائے تو حرام میں منہ مار بیٹھے گا۔ لہٰذا اس میں یہ عادت ڈالی جائے تاکہ آخری حد تک بھوک پر قابو پانے میں کامیاب رہے۔ اسی طرح پیاس کو کنٹرول میں لائے' شہوت کو کنٹرول میں رکھے۔ ساتھ ہی اُسے نفس کی اُن خواہشات پر قابو پانے کی مشق حاصل ہو' جو دین کے منافی ہوں۔ لہٰذا طلوعِ فجر سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور تعلقِ زن وشو سے کنارہ کش ہونے کی جو مشق کرائی جاتی ہے' اس کا مقصد ہے ضبطِ نفس' تاکہ ایک بندۂ مؤمن کو اپنے نفس کے منہ زور گھوڑے کے تقاضوں پر قابو پانے اور کنٹرول میں رکھنے کی مشق ہو جائے اور عادت پیدا ہو جائے...... اب سوچیے کہ اگر آپ پورے تیس دن ایک مقررہ وقت سے لے کر دوسرے مقررہ وقت تک اللہ کی حلال کردہ چیزیں اس لیے استعمال نہیں کر رہے کہ اللہ نے اس کی اجازت نہیں دی' تو اس سے آپ کے اندر ایک مضبوط قوتِ ارادی کے ساتھ یہ استطاعت اور استعداد پیدا ہونی چاہیے کہ بقیہ گیارہ مہینوں میں اللہ کی حرام کردہ چیزوں اور منکرات سے بچ سکیں اور تقویٰ کی روش پر مستقیم رہیں۔ لہٰذا پورے رمضان کے روزے دراصل تقویٰ کی مشق ہے۔ صوم کی فرضیت کے ساتھ ''لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ'' ایک چھوٹا سا فقرہ ہے' لیکن غور وتدبر کیا جائے تو یہ دو لفظی جملہ بڑا ہی پیارا' نہایت عجیب اور بڑی جامعیت کا حامل ہے۔ اس کے اندر روزے کی ساری ظاہری و باطنی اور انفرادی واجتماعی فضیلتیں آ گئیں۔ اور یہ بات روزِ روشن کی طرح مبرہن ہوگئی کہ روزے کا مقصود حصولِ تقویٰ ہے' بالخصوص نفس کا تقویٰ...... یعنی اللہ کی محبت کے شوق اور اللہ کی نافرمانی کی سزا کے خوف سے اللہ کے اوامر ونواہی پر استقلال کے ساتھ مستقیم رہنے کے لیے اپنے نفسِ امارہ کو قابو میں رکھنے کی تربیت اور ٹریننگ حاصل کرنا۔ اس کے لیے ہمارے دین کی معروف وجامع اصطلاح ہے ''تزکیہ''۔

عظمتِ صیام و قیام رمضان مبارک

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

الھدیٰ (570)

سُورۃ ابرٰہیم

(آیات:5تا7)

ڈاکٹر اسرار احمد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰی بِاٰیٰتِنَاۤ اَنۡ اَخۡرِجۡ قَوۡمَکَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ۬ۙ وَ ذَکِّرۡہُمۡ بِاَیّٰىمِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوۡرٍ ﴿۵﴾ وَ اِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِقَوۡمِہِ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَۃَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ اَنۡجٰىکُمۡ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ یَسُوۡمُوۡنَکُمۡ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ وَ یُذَبِّحُوۡنَ اَبۡنَآءَکُمۡ وَ یَسۡتَحۡیُوۡنَ نِسَآءَکُمۡ ؕ وَ فِیۡ ذٰلِکُمۡ بَلَآءٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ عَظِیۡمٌ ﴿۶﴾ وَ اِذۡ تَاَذَّنَ رَبُّکُمۡ لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ وَ لَئِنۡ کَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ ﴿۷﴾

آیت ۵ ﴿وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰی بِاٰیٰتِنَاۤ اَنۡ اَخۡرِجۡ قَوۡمَکَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ۬ۙ وَ ذَکِّرۡہُمۡ بِاَیّٰىمِ اللّٰہِ ؕ﴾ ’’اور (اسی طرح) ہم نے بھیجا تھا موسیٰؑ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ کہ نکالو اپنی قوم کو اندھیروں سے اُجالے کی طرف اور انہیں خبردار کرو اللہ کے دنوں کے حوالے سے۔‘‘

یہ ’’التذکیر بایّام اللّٰہ‘‘ کی وہی اصطلاح ہے جس کا ذکر شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے حوالے سے قبل ازیں بار بار آ چکا ہے۔ شاہ ولی اللہؒ نے اپنی مشہور کتاب ’’الفوز الکبیر‘‘ میں مضامین قرآن کی تقسیم کے سلسلے میں ’’التذکیر بایام اللّٰہ‘‘ کی یہ اصطلاح استعمال کی ہے‘ یعنی اللہ کے ان دنوں کے حوالے سے لوگوں کو خبردار کرنا جن دنوں میں اللہ نے بڑے بڑے فیصلے کیے اور ان فیصلوں کے مطابق کئی قوموں کو نیست و نابود کر دیا۔ اس کے ساتھ شاہ ولی اللہؒ نے دوسری اصطلاح ’’التذکیر بآلاء اللّٰہ‘‘ کی استعمال کی ہے‘ یعنی اللہ کی نعمتوں اور اس کی نشانیوں کے حوالے سے تذکیر اور یاددہانی۔

﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوۡرٍ ﴿۵﴾﴾ ’’یقیناً اس میں نشانیاں ہیں ہر اُس انسان کے لیے جو بہت صبر کرنے والا اور بہت شکر کرنے والا ہے۔‘‘

صَبَّار اور شَکُور دونوں مبالغے کے صیغے ہیں۔ صبر اور شکر یہ دونوں صفات آپس میں ایک دوسرے کے لیے تکمیلی (complementary) نوعیت کی ہیں۔ چنانچہ ایک بندۂ مؤمن کو ہر وقت ان میں سے کسی ایک حالت میں ضرور ہونا چاہیے اور اگر وہ ان میں سے ایک حالت سے نکلے تو دوسری حالت میں داخل ہو جائے۔ اگر اللہ نے اس کو نعمتوں اور آسائشوں سے نوازا ہے تو وہ شکر کرنے والا ہو اور اگر کوئی مصیبت یا تنگی اسے پہنچے تو صبر کرنے والا ہو۔

حضرت صہیب بن سنان رومی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَہٗ کُلَّہٗ خَیْرٌ وَلَیْسَ ذَاکَ لِاَحَدٍ اِلاَّ لِلْمُؤْمِنِ‘ اِنْ اَصَابَتْہُ سَرَّاءُ شَکَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَہٗ وَاِنْ اَصَابَتْہُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَہٗ)) (صحیح مسلم)

’’مؤمن کا معاملہ تو بہت ہی خوب ہے‘ اس کے لیے ہر حال میں بھلائی ہے‘ اور یہ بات مؤمن کے سوا کسی اور کے لیے نہیں ہے۔ اگر اسے کوئی آسائش پہنچتی ہے تو شکر کرتا ہے‘ پس یہ اُس کے لیے بہتر ہے‘ اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے‘ پس یہ اُس کے لیے بہتر ہے۔‘‘

آیت ۶ ﴿وَ اِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِقَوۡمِہِ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَۃَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ اَنۡجٰىکُمۡ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ﴾ ’’اور یاد کرو جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ اپنے اوپر اللہ کی اُس نعمت کو یاد رکھو جب اُس نے تمہیں نجات دی آلِ فرعون سے‘‘

﴿یَسُوۡمُوۡنَکُمۡ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ وَ یُذَبِّحُوۡنَ اَبۡنَآءَکُمۡ وَ یَسۡتَحۡیُوۡنَ نِسَآءَکُمۡ ؕ﴾ ’’وہ تمہیں مبتلا کیے ہوئے تھے بدترین عذاب میں‘ اور وہ لوگ تمہارے بیٹوں کو ذبح کر دیتے تھے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے تھے۔‘‘

﴿وَ فِیۡ ذٰلِکُمۡ بَلَآءٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ عَظِیۡمٌ ﴿۶﴾﴾ ’’اور اس میں یقیناً تمہارے لیے تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی آزمائش تھی۔‘‘

آیت ۷ ﴿وَ اِذۡ تَاَذَّنَ رَبُّکُمۡ لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ﴾ ’’اور یاد کرو جب تمہارے رب نے اعلان کر دیا تھا کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا‘‘

اگر تم لوگ میرے احکام مانو گے اور میری نعمتوں کا حق ادا کرو گے تو میرے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہے‘ میں تم لوگوں کو اپنی مزید نعمتیں بھی عطا کروں گا۔

﴿وَ لَئِنۡ کَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ ﴿۷﴾﴾ ’’اور اگر تم کفر کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بھی بہت سخت ہے۔‘‘

لیکن اگر تم کفرانِ نعمت کرو گے‘ میری نعمتوں کی ناقدری اور ناشکری کرو گے اور میرے احکام سے روگردانی کرو گے تو یاد رکھو میری سزا بھی بہت سخت ہو گی۔

فرمانِ نبویؐ

روزہ کھجور یا پانی سے افطار کیجیے

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِذَا کَانَ اَحَدُکُمْ صَائِمًا فَلْیُفْطِرْ عَلَی التَّمْرِ فَاِنْ لَمْ یَجِدِ التَّمْرَ فَعَلَی الْمَاءِ فَاِنَّ الْمَاءَ طَھُوْرٌ)) (رواہ ابوداؤد)

حضرت سلیمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’تم لوگوں میں جب کوئی شخص روزہ رکھے تو اس کو چاہیے کہ روزہ کھجور سے افطار کرے اور اگر کھجور میسر نہ ہو تو پانی سے روزہ کھولے کیونکہ پانی پاک کرنے والا ہے۔‘‘

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

مصر میں فوجی بغاوت کا سبق

الاخوان المسلمون کے پہلے منتخب صدر مرسی کی حکومت کا فوج نے تختہ الٹ دیا ہے۔ منتخب حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے والے اٹھاون سالہ جنرل عبدالفتاح السیسی خود صدر مرسی کا انتخاب تھا جنہیں وہ بہت سے بوڑھے مگر طاقتور جرنیلوں کو فوج سے فارغ کر کے اس لیے لائے تھے کہ وہ نرم گفتار اور مذہبی میلان رکھنے والے تھے۔ مصر میں اتنے قلیل عرصے میں معاملات دوبارہ فوج کے ہاتھ میں چلے جانا' سیاسی ماہرین اور تجزیہ نگاروں کے مطابق سیاست دانوں کی ناکامی کا نتیجہ ہے۔ یہ تجزیہ نگار صدر مرسی کو بھی مکمل طور پر ناکام قرار دے رہے ہیں۔ ہماری رائے میں انہیں کام کرنے کا موقع ہی نہیں دیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا برادر اسلامی ملک مصر پاکستان کی طرح بلکہ کئی لحاظ سے پاکستان سے بھی زیادہ متضاد گروہوں میں منقسم ہے۔ مصری معاشرہ میں سخت گیر اور بنیاد پرست سلفی مسلمان موجود ہیں۔ الاخوان المسلمون جواب مذہبی لحاظ سے اعتدال پسند تصور کیے جاتے ہیں ان کی بڑی تعداد موجود ہے۔ سابق آمر حسنی مبارک واضح سیکولر ذہن رکھتا تھا۔ اس کی باقیات موجود ہیں۔ لبرل سیاسی جماعتیں ہیں اور یوتھ ایکٹویسٹ موجود ہیں۔ قبطی عیسائی بھی معتد بہ تعداد میں موجود ہیں۔ سیکولر آمر مطلق حسنی مبارک کے خلاف یہ سب گروپ اکٹھے ہوئے اور اس ظالم حاکم سے نجات پائی، اور فوج نے عبوری نظام سنبھال لیا۔ فوج جو واضح سیکولر رجحان رکھتی ہے اس نے کچھ لیت و لعل کے بعد انتخابات کروا دیے۔

انتخابات کے نتائج دنیا بھر کے لیے غیر متوقع بلکہ حیران کن تھے۔ اخوان چالیس فیصد سے زائد ووٹ حاصل کر گئے۔ بنیاد پرست سلفی جماعت ستائیس فیصد۔ صدر مرسی باون فیصد ووٹ لے کر کامیاب ہو گئے لیکن آغاز سے ہی بعض اداروں اور سیکولر عناصر نے ان کے راستے میں رکاوٹیں ڈالنا شروع کر دیں۔ فوج جسے فوری طور پر نئے منتخب صدر کو اختیارات دے دینے چاہئیں تھے، اقتدار کی منتقلی کے حوالہ سے ہچکچاہٹ کا شکار ہو گئی۔ صدر مرسی سے مذاکرات کے بعد اور شاید بعض سمجھوتوں کے بعد اقتدار منتقل کیا گیا حالانکہ ان کی واضح کامیابی کے بعد کسی قسم کے مذاکرات کی ضرورت نہیں تھی۔ پھر عدلیہ نے ایک غیر اہم قانونی نکتہ کا سہارا لے کر طویل انتخابی عمل سے تشکیل پانے والی پارلیمنٹ ہی غیر قانونی قرار دے دی۔ صدر مرسی نے ایک حکم نامہ جاری کیا جس سے انہیں ایسے اختیارات حاصل ہو گئے جن میں عدلیہ مداخلت نہیں کر سکتی تھی۔ اس پر ان آمرانہ اقدامات کا الزام لگا یہاں تک کہ عدلیہ کے جج ہڑتال پر چلے گئے۔ صدر مرسی کا موقف یہ تھا کہ یہ سب کچھ نئے آئین کے مسودہ کی منظوری کے لیے کیا جا رہا ہے جس میں صدر کے اختیارات کم کر دیے جائیں گے لیکن اپوزیشن کا شور شرابہ جاری رہا۔ اپوزیشن نے آئین کی مخالفت کی اور اسے اسلامی آئین قرار دیا۔ آئین کے اس نئے مسودے میں توہین رسالت پر سزا رکھی گئی جو سیکولر عناصر کے لیے ناقابل قبول تھی۔ صدر مرسی نے نئے آئین کو اپنی پارلیمانی طاقت سے منظور کروانے کی بجائے اس پر عوامی ریفرنڈم کرانے کا اعلان کیا۔ عوام نے 60 فیصد سے بھی زائد ووٹ دے کر نئے آئین کی منظوری دے دی اور یہ الاخوان المسلمون کی ایک اہم کامیابی تھی۔ اس اہم اور شاندار کامیابی کے باوجود اپوزیشن متحرک رہی۔ اب اسے سیاسی سطح پر اکٹھا کیا جانے لگا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ بنیاد پرست سلفی گروپ نے اگرچہ آئین کی منظوری میں الاخوان المسلمون کا ساتھ دیا مگر مجموعی طور پر خود کو اخوان سے الگ رکھا، یہاں تک کہ آخری مرحلے میں وہ بھی صدر مرسی کے استعفا کے حوالہ سے اپوزیشن کی آواز کے ساتھ آواز ملانے لگے۔ سلفی رہنما شاید یہ خیال کرنے لگے کہ اخوان کے کمزور ہونے سے انہیں فائدہ حاصل ہوگا۔ عالمی سطح پر اسلام دشمن قوتیں شروع ہی سے صدر مرسی کے خلاف تھیں۔ اسرائیل خاص طور پر سرگرم تھا۔ اس لیے بھی کہ صدر مرسی نے حماس کے زیر حکومت فلسطینی علاقہ غزہ کی پٹی کے ساتھ لگنے والی رفاہ کراسنگ کو کھول دیا تھا۔ حسنی مبارک کے خلاف جو تحریک چلی تھی، اس نے معیشت کو بری طرح تباہ کر دیا تھا۔ اس زوال پذیر معیشت کے دوبارہ استحکام کے لیے سیاسی استحکام اور پرامن حالات کی ضرورت تھی جس کا اپوزیشن نے کوئی موقع نہ دیا، جس سے مہنگائی اور بیروزگاری میں اضافہ ہوا۔ غیر ملکی امداد بھی بند ہو چکی تھی جس سے ظاہر ہے عارضی طور پر معاشی بحران میں اضافہ

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان' نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

9 تا 15 جولائی 2013ء — جلد 22
29 شعبان المعظم تا 5 رمضان المبارک 1434ھ شمارہ 28

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' **طابع**: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------------- (2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ہونا تھا۔اس صورت حال سے عوام میں بے چینی پیدا ہوئی اور وہ حسنی مبارک کا دور یاد کرنے لگے۔

ہم نے صدر مرسی کے مختصر دور حکومت کی جو تاریخ بیان کی ہے وہ تو ہمارے قارئین مختلف دوسرے اخبارات اور رسائل میں بھی پڑھ چکے ہوں گے۔ ہمارے نزدیک اصل غور طلب بات یہ ہے کہ اسلام کے نام پر عوام کے ووٹ حاصل کر کے اقتدار حاصل کرنے والی ایک اسلامی جماعت کو اپنی منزل کی طرف کوئی قابل ذکر پیش رفت کیے بغیر اقتدار سے ہاتھ کیوں دھونے پڑے۔ فوج نے اتنی آسانی سے اور بغیر کسی مزاحمت کے صدر مرسی کو چلتا کیا اور اقتدار پر دوبارہ قابض ہوگئی۔ آخر ایسا کیوں ممکن ہوا؟ حقیقت یہ ہے کہ مصر میں الاخوان المسلمون کی حکومت کے ساتھ جو کچھ ہوا اور ترکی میں طیب اردگان کی حکومت جس طرح تنے ہوئے رسے پر چل رہی ہے یہ سب کچھ تنظیم اسلامی کے اس موقف پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے کہ کسی اسلامی ملک میں بھی جمہوری عمل سے برسر اقتدار آئی ہوئی اسلامی جماعت کی حکومت طیب اردگان کی حکومت کی طرح گڈ گورننس تو کر سکتی ہے لیکن کسی صورت میں بھی اپنے ملک کو اسلامی فلاحی ریاست میں تبدیل نہیں کر سکتی۔ اور اگر وہ ایسا کرنے کی معمولی سی بھی کوشش کرے گی تو اس کا انجام وہی ہوگا جو مصر میں الاخوان المسلمون کی حکومت کا ہوا ہے۔ اس کی بالکل ظاہری اور باہری وجہ یہ ہے کہ انتخابات کے ذریعے اقتدار حاصل کرنے کے لیے ان اسلامی جماعتوں کو کئی مواقع پر موجود قوتوں سے سمجھوتے کرنا پڑتے ہیں اور یہ خیال انتہائی غلط ہے کہ اگر اقتدار ایک مرتبہ مل جائے اور کسی طرح بھی مل جائے تو اسلام کے نفاذ کے راستے میں رکاوٹیں اس اقتدار کی بنیاد پر دور کی جا سکتی ہیں۔ یقینی طور پر یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے مشرکین مکہ کی یہ پیشکش رد کر دی کہ وہ انہیں اپنا بادشاہ تسلیم کر لیتے ہیں بلکہ آپؐ نے اسلام دشمن قوتوں کو شکست فاش دے کر اور مکہ فتح کر کے قوت حاصل کی اور ایک حقیقی اسلامی فلاحی ریاست قائم کی۔ اگر کوئی اسلامی جماعت اقتدار انقلاب کے ذریعے حاصل کرتی ہے تو گویا وہ اینٹی اسلامک اور اینٹی انقلاب قوتوں کو شکست فاش دے کر یہ منزل حاصل کرتی ہے۔ لہٰذا اینٹی اسلامک فورسز جلد منظم ہو کر انقلاب کو ناکام بنانے کی پوزیشن میں نہیں ہوتیں، اسی لیے اسلامی انقلابی جماعت پر لازم ہوگا کہ وہ اسلام کا نظام عدل اجتماعی اور نفاذِ شریعت کسی تدریجی عمل سے نہیں بلکہ فوری طور پر اور انقلابی انداز میں کرے۔ اسلام دشمن قوتوں کو پروپیگنڈا کے لیے کوئی وقت نہیں ملنا چاہیے۔

ہم تمام مذہبی سیاسی جماعتوں کو جو بڑے اخلاص سے انتخابات کے ذریعے حکومت حاصل کر کے اسلامی نظام کے قیام کی خواہاں ہیں، دعوت فکر دیتے ہیں اور ان سے مصر اور ترکی کے حالات کا جائزہ لینے کی درخواست کرتے ہیں۔ وہ غور کریں کہ ترکی میں ایک اسلام پسند جماعت کو انتخابات کے ذریعے اقتدار میں آئے ہوئے بارہ سال ہو چکے ہیں لیکن وہ نفاذ شریعت کے حوالہ سے ترکی میں ایک قدم نہیں اٹھا سکے۔ حال ہی میں انہوں نے شراب نوشی کی عام اجازت کو ختم کر کے اس کے لیے لائسنس لازم کر دیا جس پر وہاں ردعمل ہوا حالانکہ کسی اسلامی ریاست میں شراب کے لائسنس کا کیا سوال ہے۔ اسی طرح مصر میں بھی فوج نے الاخوان المسلمون کی حکومت کے ہاتھ پاؤں باندھے رکھے اور آخر اسے چلتا کیا۔

آخر ایسا کیوں ہے؟ جو افراد، جو گروہ اور جو قومیں غور و فکر اور اصلاح احوال کی کوشش ترک کر دیتی ہیں وہ کبھی کوئی کارنامہ سرانجام نہیں دے سکتیں۔ الاخوان المسلمون کا آغاز کیسا شاندار اور کتنا قابل رشک تھا لیکن اقتدار تک پہنچنے کے لیے انہوں نے خود کو کس قدر بدلا اور کس قدر سوفٹ کیا کہ حکومت حاصل کرنے کے باوجود اینٹی اسلامک قوتیں انہیں ہڑپ کرنے میں کوئی دشواری محسوس نہیں کر رہیں۔ لہٰذا ہم الاخوان المسلمون کی قیادت سے دست بستہ عرض کریں گے کہ وہ مصر میں اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے قیام کے لیے منہج نبویؐ کو اختیار کریں۔ دنیوی اور اخروی دونوں سطحوں پر کامیابی ان کے قدم چومے گی ان شاءاللہ!

پریس ریلیز 5 جولائی 2013ء **حافظ عاکف سعید**

مصر میں الاخوان المسلمون کی حکومت کے خلاف فوجی بغاوت قابل مذمت ہے

جمہوری عمل سے بننے والی کوئی حکومت کسی مسلمان ملک کو کسی صورت میں اسلامی فلاحی ریاست میں تبدیل نہیں کر سکتی اس کے لئے انقلاب کا راستہ اختیار کرنا ہوگا

مصر میں الاخوان المسلمون کی حکومت کے خلاف فوجی بغاوت اور تختہ الٹنے کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ عالمی سطح پر امریکہ اور اسرائیل صدر مُرسی کی حکومت کے خلاف سازشیں کر رہے تھے اور اندرون ملک سابق آمر مطلق سیکولر حسنی مبارک کی باقیات الاخوان المسلمون کی حکومت کے خلاف سرگرم تھی۔ درحقیقت اِن عناصر کے لیے مصر میں اسلامی آئین کی منظوری ناقابل برداشت۔ توہین رسالت پر سزا بھی ان کے لیے بہت تکلیف دہ ثابت ہو رہی تھی۔ مصر کی فوج جسے امریکہ کی پشت پناہی حاصل ہے اُس نے ان دین دشمن لوگوں کے مظاہروں کو عذر بنا کر ایک منتخب حکومت کو ختم کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ جمہوری عمل سے بننے والی کوئی حکومت کسی مسلمان ملک کو کسی صورت میں اسلامی فلاحی ریاست میں تبدیل نہیں کر سکتی۔ اس لئے کہ انتخابی عمل میں کامیابی کے لئے موجود قوتوں سے سمجھوتا کرنا پڑتا ہے۔ یہی قوتیں بعد میں اسلام کی طرف پیش رفت میں حائل ہوتی ہیں۔ ترکی میں بھی طیب اردگان کی حکومت اِسی صورتِ حال سے دوچار ہے، لہٰذا کسی بھی ملک کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے لیے انتخاب کی بجائے انقلاب کا راستہ اختیار کرنا ہوگا، لیکن یہ کام الل ٹپ نہیں ہوگا بلکہ انقلابی قدم اٹھانے سے پہلے انقلاب کے تمام وہ تقاضے پورے کرنے ہوں گے جس کے نتیجہ میں ایک حقیقی اسلامی انقلاب رونما ہو سکے۔ اور یہ اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک عملی مسلمانوں کی ایک معتدبہ تعداد اینٹی اسلام فورسز کو مکمل طور پر شکست نہ دے اور بعد از انقلاب اسلامی نظام عدل اجتماعی اور شریعت کے نظام کو تدریج سے نہیں بلکہ انقلابی انداز میں نافذ نہ کرے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

مسلمانوں کو آمادۂ عمل کرنے کے لئے ترغیب و ترہیب اور

سلوکِ قرآنی کا اصل الاصول: انفاق

سورۃ الحدید کی آیات 16 تا 19 کا مطالعہ

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 28 جون 2013ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[خطبہ مسنونہ اور آیات قرآنی کی تلاوت کے بعد]

حضرات! سورۃ الحدید ہمارے زیر مطالعہ ہے۔ اس کی آیات 1 تا 15 کا بیان ہو چکا ہے۔ آج ہم آیات 16 تا 19 کا مطالعہ کریں گے' ان شاء اللہ۔ فرمایا:

﴿اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ﴾

''کیا ابھی تک مومنوں کے لئے اس کا وقت نہیں آیا کہ اللہ کی یاد کرنے کے وقت اور (قرآن) جو (اللہ بر) حق (کی طرف) سے نازل ہوا ہے، اس کے سننے کے وقت ان کے دل نرم ہو جائیں۔''

یہ انتہائی جھنجوڑنے اور دل کے تاروں کو چھیڑنے والا انداز ہے۔ کیا اہل ایمان کے لئے اب بھی وقت نہیں آیا کہ اُن کے دل یادِ الٰہی اور اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہدایت کی طرف جھک جائیں۔ وہ لوگ جو ہیں تو مسلمان، انہوں نے کلمہ پڑھا ہے، مگر ایمان کے عملی تقاضوں کو پورا نہیں کر رہے' انہیں اندازہ نہیں ہے کہ وہ کس انجام بد کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اگر ان آیات کے بعد بھی ان کی آنکھیں نہ کھلیں تو کب کھلیں گی۔ وہ وقت کب آئے گا جب ان کے دل یادِ الٰہی کے لئے جھک جائیں گے۔ دل کا جھکاؤ خالص داخلی معاملہ ہے۔ یہ جھکاؤ اللہ کی طرف ہے یا نہیں' اس کا پتا آدمی کے رویے سے چل جاتا ہے۔ اگر آدمی مال و دولت' دنیوی وسائل کو عزیز رکھتا اور ان پر بھروسا کرتا ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ دل کا رخ دنیا کی طرف ہے۔ اور اگر آدمی کو آخرت عزیز ہے' اُس کا بھروسا اور اعتماد اللہ کی ذات پر ہے، تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ دل اللہ کی طرف متوجہ ہے۔ آدمی کی روش اور طرزِ عمل کا سارا دارومدار دل پر ہے۔ اگر دل گھائل اور اللہ کی طرف مائل ہو جائے تو وہ دین و شریعت کی ہر بات ماننے پر آمادہ ہوتا ہے۔ اگر وہ نہ جھکا ہو تو وہ بڑی سے بڑی حقیقت کا بھی انکار کر دیتا ہے۔ قرآن حکیم دل کو پگھلانے اور نرم کرنے والی کتاب ہے۔ قرآن موعظت ہے جو دل کے تاروں کو چھیڑتی اور اُس کی سخت زمین کو نرم کرتی ہے' جس کے بعد انسان کے لئے ہدایت کو قبول کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ یہ تو ترغیب و تشویق کا ایک انداز ہے۔ اسی ترغیب و تشویق کو ایک اور زاویے سے بھی دیکھیں۔ جب یہ آیات نازل ہو رہی تھیں، اس وقت صلح حدیبیہ ہو چکی تھی جو پیغمبر اسلامؐ اور آپؐ کے ساتھیوں کی بہت بڑی فتح تھی، اسی لئے اسے قرآن نے ''فتح مبین'' قرار دیا ہے۔ اسلامی دعوت کا آغاز اجنبیت کی حالت میں ہوا تھا۔ یہ دعوت رسول اللہ کی واحد ہستی سے شروع ہوئی تھی۔ آپؐ نے صدائے توحید بلند فرمائی اور نظامِ شرک کے پاسبانوں پر واضح کیا کہ یہ جو 360 بت خانہ کعبہ میں رکھے ہیں' ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ پتھر کی مورتیاں نہ تو تمہاری دعائیں سن سکتی ہیں اور نہ تمہاری مشکل کشائی کر سکتی ہیں۔ ایک ہی ہستی ہے جو مختارِ کل ہے' جو لائق عبادت ہے۔ پس اُسی خدائے واحد کو پکارو۔ مشرکین مکہ کا سارا نظام بت پرستی پر استوار تھا۔ آپؐ نے اللہ کے حکم ﴿یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ (۱) قُمْ فَاَنْذِرْ (۲) وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ (۳)﴾ کے مطابق تکبیرِ رب کا اعلان فرما کر آغاز ہی میں دوٹوک انداز میں باطل نظام پر تیشہ رکھ دیا۔ چنانچہ پورا سماج رسول خدا ﷺ کا مخالف اور دعوتِ حق کی مخالفت پر کمربستہ ہو گیا ہے۔ مشرکین نے پوری کوشش کی کہ اِس دعوت کا راستہ سختی سے روک دیا جائے اور آپؐ اور آپؐ پر ایمان لانے والے معدودے چند ساتھیوں کو راستے سے ہٹا دیا جائے۔ آپؐ اور آپؐ کے ساتھیوں کو بے پناہ تکلیفیں دی گئیں' مگر دعوتِ حق کا یہ قافلہ 13 سال تک ہر قسم کی سختیاں برداشت کرتے ہوئے آگے ہی بڑھتا رہا۔ مسلمانوں نے تشدد کے جواب میں ہاتھ روکے رکھے' کیونکہ ہاتھ بندھے رکھنے کا حکم تھا۔ پھر ہجرت مدینہ کے بعد ہاتھ کھول دیئے گئے اور چھوٹی سی جمعیت نے پورے عرب سے ٹکر لی۔ بدر و احد کے معرکے پیش آئے' غزوہ احزاب کا سخت مرحلہ پیش آیا۔ جب منافقین کی دلی کیفیات مونہوں پر آ گئیں اور کہنے لگے کہ آج تو ہم مارے گئے۔ اِن مشکل اور سخت حالات کے بعد جب صلح حدیبیہ ہوئی تو یہ اس بات کی علامت تھی کہ مشرکین نے آپؐ کو متوازی طاقت تسلیم کر لیا اور دنیا پر بھی یہ بات آشکارا ہو گئی کہ اسلام اب کمزوری کے دور سے نکل کر طاقت کے دور میں داخل ہو گیا ہے۔ لہٰذا فرمایا جا رہا ہے کہ وہ لوگ جن کے دلوں میں نفاق ہے کیا یہ صورتحال دیکھ کر بھی ان کے دل اللہ کی طرف نہیں جھکیں گے۔ کیا وہ یہ نہیں دیکھ رہے کہ اللہ کا دین وسعت پذیر ہے اور کفر کی طاقت سکڑ رہی ہے۔ اس سارے پس منظر میں ان کی گردنیں اللہ کی عظمت اور قدرت اور اس کے دین کی طرف جھکنی چاہئیں۔ اور اللہ کے سچے وفاداروں کے ساتھ اُن کو اپنے معاملے اور روش پر نظرثانی کرنی چاہیے، انہیں ہوش میں آنا چاہئے۔ یہ پیغام آج میرے اور آپ کے لئے بھی ہے۔ ہمیں بھی اب تو ہوش میں آ جانا چاہیے۔ امریکہ جو مٹھی بھر طالبان کو روند ڈالنے کے لئے دنیا کی جدید ترین ٹیکنالوجی اور عالم کفر کے متحدہ جتھے کے ساتھ افغانستان پر حملہ آور ہوا تھا، طالبان کی بے مثال سرفروشی اور شریعت سے وفاداری کے سبب اب شکست کے زخم چاٹ رہا ہے اور طالبان سے مذاکرات کر رہا ہے۔ ہم اہل پاکستان نے امارت اسلامی افغانستان کے خلاف کفریہ جتھے کا ساتھ دیا اور اسلامی حکومت کے خاتمے کے گھناؤنے جرم کے مرتکب ہوئے۔ آج امریکہ طالبان سے مذاکرات کی بھیک مانگ رہا ہے۔ اللہ نے مٹھی بھر طالبان کو عزت دی ہے اور امریکہ کو رسوا کیا۔ سب سے بڑھ کر ذلت ہمارے حصے میں آئی کہ ایٹم بم بغل میں رکھنے کے باوجود امریکہ کی ایک دھمکی پر ڈھیر ہو گئے۔ کیا نہتے اور بے سروسامان طالبان کی محض اللہ کے سہارے شاندار مزاحمت سے بھی ہم سبق نہ سیکھیں گے، اور ہمارے دل اللہ کی طرف اور اس کے دین و شریعت کی طرف مائل نہ ہوں گے۔ یہ کتنی ستم ظریفی ہے کہ ہم اب بھی اسی کوشش میں ہیں

کہ کسی طرح امریکہ ہم سے راضی ہو جائے، چاہے رب سے بغاوت جاری رہے۔ ہم اللہ کو راضی کرنے کے لئے، اس کے دین کو نافذ کرنے پر آمادہ نہیں۔ سودی معیشت کی لعنت کو گلے لگا کر ہم (معاذ اللہ) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف حالت جنگ میں ہیں، جس کے نتیجے میں رسوائی ہمارا مقدر بنی ہوئی ہے۔ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ ہم غیر اسلامی نظام اور قوانین کا خاتمہ کر کے آسمانی ہدایت کو اختیار کریں اور اللہ کے آگے جھک جائیں۔ امریکہ کی بجائے اللہ کو فی الواقع ''بڑا'' سمجھیں۔ بہر کیف اس آیت میں ہمارے لئے دونوں پہلوؤں سے پیغام ہے۔ اس پہلو سے بھی کہ اللہ کی ہدایت قرآن حکیم کے ہوتے ہوئے ہم دوسرے فلسفوں اور نظاموں کو اختیار کریں اور ہمارے دل اللہ کے سامنے اور اس کی ہدایت کی طرف جھکنے پر تیار نہ ہوں تو یہ بڑی محرومی کی بات ہے۔ اسی طرح اس پہلو سے بھی پیغام ہے کہ ہم دنیاوی طاقتوں (جیسے امریکہ) کی غلامی چھوڑ کر صرف اور صرف اللہ کی غلامی پر آمادہ نہ ہوں تو یہ بڑی خسارے اور تباہی والی بات ہے۔ اب لگتا ہے کہ امریکہ کی غلامی کرنے کے بعد اب ہم چین کو سہارا بنا رہے ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ اللہ کا سہارا ڈھونڈو۔ وہی تمہارا اصل ولی، مددگار اور پشت پناہ ہے۔ اللہ سے وفاداری کا تقاضا یہ ہے کہ منافقت چھوڑ دو۔ اگر فلاح اور سرخروئی چاہتے ہو تو اللہ سے وفاداری کرو۔ جب تم نے اس کو رب مانا ہے تو اب ایمان کا یہ اولین تقاضا ہے کہ اپنی زندگی میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کو ترجیح دو۔ اللہ نے تمہیں جو نظام زندگی دیا ہے اُسے اختیار کرو، اُسے نافذ و قائم کرو۔ قیام پاکستان کے بعد 65 برسوں میں ہماری روش یہی رہی کہ اللہ کا دین و شریعت قائم نہ ہونے پائے حالانکہ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اس غلط اور باغیانہ روش سے توبہ کر کے اسلام نافذ کیا جائے۔ یاد رکھیے! نفاذ اسلام کے بغیر ہمارے حالات کبھی نہ سدھریں گے۔ حکمرانوں اور چہروں کے بدلنے سے ہمارے حالات میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ لوگوں نے نئی حکومت سے بڑی توقعات وابستہ کر لی تھیں، مگر اب جو مہنگائی کے ہتھوڑے پڑنے لگے ہیں تو ہوش ٹھکانے آ رہے ہیں۔ حالات بدلنے کے لئے ہمیں اللہ کو راضی کرنا ہوگا، اُس کی شریعت سے وفاداری کرنی ہوگی۔ اس کے سوا بہتری کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔

دل کی سختی کی اصل وجہ ہی گناہ، سرکشی اور حرام خوری ہے۔ چنانچہ آگے ہمیں بنی اسرائیل کے حوالے سے متنبہ کیا گیا کہ:

﴿وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ (١٦)﴾

''اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو (ان سے) پہلے کتابیں دی گئیں تھیں، پھر ان پر زمانہ طویل گزر گیا تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے اکثر نافرمان ہیں۔''

بنی اسرائیل نے دین و شریعت سے غداری کی، گناہ اور حرام خوری میں پڑ گئے۔ دین کے ساتھ وفاداری کی بجائے دنیاداری اور دنیا پرستی کی روش اپنائی۔ زر پرستی، فسق، گناہ و معصیت اور اللہ کی نافرمانی میں جری ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے اُن کے دل سخت کر دیے۔ ہم بھی 65 سالوں سے دین سے بغاوت کی روش اپنائے ہوئے ہیں۔ اسلامی نظام کے نفاذ کی بجائے اس کا راستہ روکنے میں لگے ہوئے ہیں، تو کیا اس روش کے نتیجے میں ہمارے دل سخت نہ ہوں گے۔ یہود بھی اپنے دور میں زمین پر اللہ کی نمائندہ امت تھے، مگر جب نمائندگی کے منصب کے تقاضے پورے نہ کیے تو اللہ کے غضب اور ذلت و رسوائی کا شکار ہوئے۔ یہی ذلت و مسکنت کا عذاب آج امت مسلمہ بالخصوص ملت اسلامیہ پاکستان پر آیا ہوا ہے۔ مسلمان امتوں کے عروج و زوال کا سارا دارومدار ہی ان کے دین و شریعت سے تعلق اور اُس کے لئے ہر طرح کی قربانی پر ہوتا ہے۔ اقبال نے کہا تھا۔

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل طاؤس و رباب آخر

اگلی آیت میں فرمایا:

﴿اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (١٧)﴾

''جان رکھو کہ اللہ ہی زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ ہم نے اپنی نشانیاں تم سے کھول کھول کر بیان کر دی ہیں، تاکہ تم سمجھو''

دل جب سخت ہو جاتا ہے تو ہر چیز کی سختی کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ بنی اسرائیل کے بارے میں فرمایا کہ:

﴿ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ۚ وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ (٧٤)﴾

''پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے گویا وہ پتھر ہیں یا ان سے بھی زیادہ سخت۔ اور پتھر تو بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں سے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں اور بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ پھٹ جاتے ہیں اور ان میں سے پانی نکلنے لگتا ہے اور بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں۔ اور اللہ تمہارے عملوں سے بے خبر نہیں۔'' یہ اولاد اسرائیل کے دلوں کی سختی کی انتہا ہے کہ خورشید ہدایت نصف النہار پر چمک رہا ہے، نبی کریم ﷺ اُن کے سامنے موجود ہیں، جن کی پیشینگوئیاں تورات میں آئی ہیں، مگر وہ اُن پر ایمان لانے پر تیار نہیں۔ محض ضد، تعصب اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے آپ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ مسلمانو! تم بھی محتاط رہنا، دین و شریعت سے غداری نہ کرنا اور نہ تمہارے دل بھی انہی کی طرح سخت ہو جائیں گے، اور تم دنیا و آخرت کے خسارے میں پڑ جاؤ گے۔ دیکھو، اللہ کی قدرت کی طرف دھیان دو۔ اس کی شان یہ ہے کہ مردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے۔ یہ عام مشاہدہ ہے کہ زمین بنجر پڑی ہوتی ہے۔ گرمی کی وجہ سے اس پر سے سبزہ و شادابی ختم ہو چکی ہوتی ہے۔ گھاس جل جاتا ہے۔ لیکن پھر اللہ اس پر بارش برساتا ہے، اور اس کے اذن سے اُسی زمین میں زندگی کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں، اور وہ سبزے سے لہکنے لگتی ہے۔ فصلیں لہلہا اٹھتی ہیں۔ یہی حال دل کا بھی ہے۔ دل کی کھیتی بھی بداعمالیوں کی وجہ سے سخت اور بنجر ہو جاتی ہے۔ پھر جب اللہ چاہتا ہے تو اُس پر انوار قرآنی کی بارش ہوتی ہے اور وہ نرم ہو جاتی ہے، اور اُس پر قرآنی ہدایت کی فصل لہلہانے لگتی ہے۔

بھائیو! ماہ رمضان آیا ہی چاہتا ہے۔ رمضان کا قرآن سے خصوصی تعلق ہے کہ اسی ماہ مبارک میں یہ نازل ہوا۔ ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ﴾ دیکھئے، یہاں رمضان اور قرآن کو بریکٹ کیا گیا ہے۔ دراصل روزے سے دل میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔ اوپر سے انوار قرآنی کی بارش ہوتی ہے، تو دل میں ایمان کی فصل لہلہا اٹھتی ہے۔ چنانچہ دل کی کھیتی کو نرم کرنے والی شے قرآن حکیم تمہارے پاس موجود ہے۔ لہٰذا پریشانی کی کوئی ضرورت نہیں، مایوسی کا کوئی سوال نہیں، اللہ تعالیٰ مردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے، دل مردہ کو بھی زندہ فرما دے گا۔ تمہیں چاہیے کہ جو عقل و شعور تمہیں عطا کیا گیا ہے اور جس کی بنیاد پر تم حیوانوں سے متمیز ہو، اس کو استعمال کرو۔ ہم نے اپنی آیات کھول کر بیان کر دی ہیں۔ کوئی اشکال، کوئی اشتباہ نہیں رہ گیا۔ اب تم خود عقل سے کام لے کر اپنی حالت پر غور کرو کہ اس نعمت و ہدایت سے تم کیا فائدہ اٹھا رہے ہو۔

اگلی آیت ہے:

﴿إِنَّ الْمُصَّدِّقِينَ وَالْمُصَّدِّقَاتِ وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ (١٨)﴾

''جو لوگ خیرات کرنے والے ہیں مرد بھی

عورتیں بھی اور اللہ کو (نیت) نیک (اور خلوص سے) قرض دیتے ہیں ان کو دو چند ادا کیا جائے گا اور ان کے لئے عزت کا صلہ ہے۔''

دل کی بنجر کھیتی کو نرم کرنے کو بہت بڑی تاثیر انوار قرآنی کی بارش ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک اور مؤثر شے اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنا' صدقہ دینا ہے۔ اس کے برعکس بخل سے دل میں سختی پیدا ہوتی ہے۔ صدقہ کرنے والے مرد و خواتین کے لیے اور ان لوگوں کے لئے جو اللہ کو قرض دیں بڑا اجر ہے۔ اللہ کو قرض دینے سے مراد اللہ کے دین کے غلبہ کے لئے اپنا مال خرچ کرنا ہے۔ اللہ کی یہ شان کریمی ہے کہ وہ اپنے ہی دیے ہوئے مال کو جبکہ وہ اس کی راہ میں خرچ کیا جائے' قرض قرار دیتا ہے۔ آپ زکوٰۃ دیتے ہیں' صدقہ و خیرات کرتے ہیں، لوگوں کی بہبود کے لئے کام کرتے ہیں، فلاحی ادارہ کھول دیتے ہیں' یتیموں کی کفالت کرتے ہیں۔ یہ سب کام اپنی جگہ بہت پسندیدہ ہیں' اور ان پر بڑا اجر و ثواب ہے، لیکن سب سے بڑھ کر فضیلت اُس انفاق مال کی ہے جو رب کی دھرتی پر رب کے نظام کے قیام کے راستے ہو۔ اللہ اسے مسلسل بڑھاتا رہتا ہے۔ انسان کی ایک بڑی بیماری حُبّ مال ہے۔ مال اور اولاد کو فتنہ بھی کہا گیا ہے۔ کیونکہ یہ انسان کو راہ حق میں جدو جہد سے روکتے ہیں۔ ان کی محبت میں گرفتار ہونے کی وجہ سے آدمی کنارے کنارے چلتا ہے، اور راہ حق میں مال خرچ کرنے سے احتراز کرتا ہے۔ یہ طرز عمل منافقت کی بنیاد ہے۔ منافقت کا علاج یہی ہے کہ مال زیادہ سے زیادہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے کہ اس سے دل کی زمین نرم ہوگی اور ہدایت کو قبول کرے گی۔

آگے فرمایا:

﴿ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ ق صلے وَالشُّھَدَآءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ ط ﴾

''اور جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے یہی اپنے پروردگار کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔''

وہ لوگ جو اس شان سے ایمان لائیں گے جیسے کہ ایمان لایا جاتا ہے اور ایمان کے عملی تقاضوں کو پورا کریں گے ان کا مقام صدیقین اور شہداء والا ہوگا یعنی وہ ایمان کے بلند مراتب تک جا سکتے ہیں۔ آج ہمارا عمومی رویہ یہ ہے کہ ایمان و یقین اور دین کے معاملے میں کم از کم پر اکتفا کرتے ہیں اور دنیا کے معاملہ میں خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہتے ہیں اور اسی کے لئے ساری بھاگ دوڑ کرتے ہیں۔ لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے ہر معاملے میں آخرت کو ترجیح دیتے ہیں، اور ایمان و یقین کی وادی میں ایک دوسرے سے آگے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ زیادہ سے زیادہ انفاق کرتے ہیں، تقویٰ میں آگے بڑھتے ہیں، گناہوں سے بچنے کی شعوری کوشش کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے مقام میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ ان میں سے کوئی صدیقیت اور کوئی شہادت کے رتبے تک پہنچ جائے گا۔ یہی وہ مقامات ہیں جن کا ذکر سورۃ النساء میں منعم علیھم لوگوں کے ضمن میں آیا ہے۔ فرمایا: ﴿ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ ج ﴾ (النساء : 69) ''اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں وہ (قیامت کے روز) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے بڑا فضل کیا (یعنی) انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ''۔ نبوت کسبی نہیں، وہبی ہے۔ اللہ جس کو چاہتا ہے' نبوت عطا کرتا ہے۔ نبوت و رسالت کا دروازہ نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد ابدالآباد تک بند ہو چکا ہے۔ بقیہ تین درجات یعنی صدیقیت' شہادت اور صالحیت تک آدمی ایمان اور اطاعت کے راستے پر چل کر پہنچ سکتا ہے۔ پروردگار ہمیں اس راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

﴿ لَھُمْ اَجْرُھُمْ وَنُوْرُھُمْ ط ﴾

''ان (کے اعمال) کا صلہ ہو گا اور ان (کے ایمان) کی روشنی۔''

اس راستے پر چلنے والوں کا اجر و ثواب بھی محفوظ ہے اور ان کا نور بھی محفوظ ہے جو میدان حشر میں اُن کے کام آئے گا۔ جن کے پاس یہ نور ہوگا وہی لوگ پل صراط سے گزر کر جنت کے دروازے تک پہنچ سکیں گے۔ پروردگار ہمیں ان لوگوں میں شامل فرمائے۔

آیت کے آخر میں فرمایا:

﴿ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ (۱۹) ﴾

''اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی اہل دوزخ ہیں۔''

غور کیجئے' یہاں خطاب مسلمانوں سے ہے۔ مسلمانوں میں بھی ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اپنے طرز عمل سے اللہ تعالیٰ' قرآن مجید اور اس کی آیات کو جھٹلا رہے ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ ایسے لوگ جہنم میں جانے والے ہیں۔ یہ دنیا میں تو مسلمان تھے' مگر آخرت میں ان کا انجام کفار کے ساتھ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس انجام بد سے بچائے۔ (آمین)

مختصر وقت میں قرآنِ حکیم کے مضامین کے خلاصے سے واقفیت پیدا کرنے کا انمول ذریعہ

انجمن خدام القرآن سندھ کراچی رجسٹرڈ کی عمدہ پیشکش

خلاصۂ مضامینِ قرآن

یعنی

قرآنِ حکیم کے مضامین کا سورتوں، رکوع بہ رکوع اور پاروں کے لحاظ سے باعنوان خلاصہ

مؤلف
حافظ انجینئر نوید احمد حفظہ اللہ
مرکزی ناظم، شعبۂ تعلیم و تربیت
تنظیم اسلامی پاکستان

کل صفحات: 272 — تعارفی ہدیہ: Rs: 330/-

عمدہ کاغذ - مضبوط جلد - معیاری طباعت

- رمضان المبارک میں نمازِ تراویح کے بعد یا دیگر اوقات میں مساجد، مدارس دفاتر اور گھر وغیرہ میں تسلسل کے ساتھ خلاصۂ مضامین قرآن کے اجتماعی مطالعے / تعلیم / بیان کے لیے انتہائی مفید۔ تنظیم اسلامی اور انجمن خدام القرآن کے مکتبہ جات سے طلب فرمائیں۔
- مکتبہ جات کے ذمہ دار افراد اور تاجرانِ کتب جلد از جلد اپنے آرڈر کے لئے درج ذیل پتے پر رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: عبدالرزاق کوڈ داوی مدیر شعبۂ مطبوعات، مرکزی دفتر انجمن خدام القرآن سندھ کراچی،
B-375 پہلی منزل علامہ شبیر احمد عثمانی روڈ بلاک 6 گلشن اقبال، کراچی، پاکستان۔ 021-34993436-7

www.Quranacademy.com

رحمت کی نظر چاہیے

عامرہ احسان

امریکہ، طالبان کے ساتھ مذاکرات کرنے کی کوشش میں ہے۔ طالبان اب اس پوزیشن میں آچکے ہیں کہ وہ بادشاہ ہیں چاہے مذاکرات کریں، چاہے کابل صدارتی محل، سی آئی اے دفتر پر دھماکے کریں، امریکہ تماشائی بن کر دیکھا کیے! گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل۔ ہاتھیوں کا تیسرا لشکر ابابیلوں کے ہاتھوں بھوسہ بنا بیٹھا ہے (روس اور برطانیہ کے بعد)۔ پاکستان دوسری جانب اس فکر کا بھی شکار ہے کہ امریکہ افغانستان میں بھارت کو کردار دے کر جا رہا ہے۔ تسلی رکھیے۔ گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ شہر کی طرف بھاگتا ہے۔ سپر پاوری کے نشے میں دھت قوموں کی شامت آتی ہے تو وہ افغانستان جاتی ہیں۔ راسخ العقیدہ طالبان نے صلیبی (وسیع وعریض) اتحاد کو دن میں تارے دکھا دیے۔ امریکی جھنڈے کے تارے جھڑنے لگے تو بنیا کس کھیت کی مولی ہے! بت شکنوں کے ہاں بت پرستوں کے ٹھہرنے کا کیا مقام! بھارت کا وہاں مشغول ہونا نیک شگون ہے۔ ہماری فوج گزشتہ 12 سالوں میں اپنے وطن کے آسان محاذوں (Soft Targets) کی عادی ہو چکی ہے۔ بھارت اب ہمارے بس کا نہیں۔ طالبان کو ان سے نمٹنے دیجیے۔ اس کے لیے عقیدہ درکار ہے جو ہم کھو بیٹھے ہیں۔ یوں بھی غزوۂ ہند کی احادیث انہوں نے پڑھ رکھی ہیں لہٰذا وہ مشتاق ہوں گے!

البتہ اس دوران، جب پرویز مشرف کے گناہوں کے دفتر کھلنے شروع ہوئے ہیں تو بہتر ہوگا کہ ہم ریکارڈ درست کرلیں۔ امریکہ کے انخلا سے بہتر کوئی دوسرا موقع، مہلت اس کی نہ ہوگی۔ بلوچستان میں جو کچھ ہوا، بگٹی کے قتل اور آپریشنز کے نتیجے میں ہوا۔ جو ظلم روا رکھا گیا وہ بدنصیبی سے ہنوز جاری ہے۔ پاکستان ہیومن رائٹس کمیشن کے دورۂ بلوچستان کے بعد ان کی پریس کانفرنس فکر انگیز ہے۔ دورے کے دوران بے دردی کے ساتھ 7 نوجوانوں (بگٹی) کو ایف سی نے پکڑا، ماؤں سے کہا 'آخری مرتبہ اچھی طرح ان کی صورت دیکھ لو، یہ موقع دوبارہ نہیں ملے گا۔ اور یہی ہوا کہ پھر سات لاشیں پھینکی گئیں۔ ان ظالمانہ کارروائیوں کا تسلسل نفرت اور پاکستان دشمنی کے جو بیج بوئے گا اور بو چکا ہے اسے سمجھنے کے لیے دانشوری درکار نہیں۔ عین یہی سب کچھ قبائلی علاقوں سے جاری ہے جہاں زمینی فوج کے ساتھ بمباری جو فنچکاں گل بوٹے بناتی ہے پھر اسی کے چھینٹے باقی ملک کے دامن پر جا پڑیں تو کیا عجب ہے۔ یہ اب ان علاقوں کے عوام اور سیکیورٹی اداروں کے مابین دوطرفہ دشمنی اور انتقام در انتقام کا تسلسل ہے جس کی لپیٹ میں کبھی کبھار عوام الناس بھی آجاتے ہیں یا لگے ہاتھوں پاکستان، یانئی حکومتوں کو غیر مستحکم کرنے کی متمنی قوتیں، ان کے نام پر بے رحمانہ کارروائی کر کے تنفر پیدا کرنا چاہتی ہیں۔ اس وقت جب امریکہ انخلاء پر مجبور ہے اور مذاکرات کر رہا ہے آپ قبائلی عوام کے خون سے بدستور آپریشنی ہولی کیوں کھیل رہے ہیں؟ انخلاء کا اعلان آپ کیوں نہیں کر رہے؟ اس وقت لاپتہ افراد کو لاپتہ رکھنے اور مزید کا لاپتہ کرنے کا کیا جواز ہے؟ لکی مروت حراستی مرکز کے نام پر باضابطہ ایک گوانتاناموبے مزید کھول کر عدالتوں کا مذاق اڑانے، بوڑھے والدین، دید کے پیاسے معصوم بچوں کو در در رلنے پر مجبور کیے رکھنے کا کیا عذر ہے؟ یہی نا کہ جن ہاتھوں نے بے گناہوں پر ظلم ڈھائے ہیں وہ مکافاتِ عمل یا (Backlash) سے خوفزدہ ہیں؟ اس دلدل سے نکلنے کا ایک راستہ یہ ہے کہ امریکہ کی خاطر کھولی گئی اس صنعت کو بند کر کے اس کے تمام ملازمین کو امریکہ یا نیٹو ممالک میں محفوظ راستہ دے کر بھیج دیا جائے۔ ہزاروں خاندان اور قبائلی علاقہ جات کو ان کا سکھ چین اور امن لوٹایا جائے۔ حکمرانوں کو پوری سنجیدگی سے اس حد درجے حساس معاملے کا حل نکالنا ہوگا۔ ڈاکٹر عافیہ کی بازیابی بھی ان پر قرض اور فرض ہے۔

پاکستان کو نئے افغانستان کے لیے پالیسی کرزئی نہیں، طالبان سینٹرک بنانی ہوگی۔ کرزئی اب مہمان ہے۔ ایمان بروئے کار لا کر برادرانہ رویہ اختیار کیجیے تو شہداء کے خون سے سینچی یہ سرزمین کشادہ ہوگی آپ کے لیے۔ ملاضعیف، امریکہ کو افغان خون سے ہاتھ رنگنے کو فراہم کیے گئے اڈے، نیٹو سپلائز، افغان طالبان کے رہنماؤں کی اسیری اور قتل جیسے گناہ نہ جانے کتنی برساتوں میں دھلیں گے۔ ان سیاہیوں پر نئے فیصلوں اور درست خارجہ پالیسی ہی سے خطِ تنسیخ پھیرا جا سکتا ہے۔ اب مزید ہیرا پھیری یا چالبازی کی گنجائش نہیں۔ وگرنہ برطانیہ، روس اور 49 ممالک کے قبرستان سامانِ عبرت کو موجود ہیں۔

پاکستان آئی ایم ایف کی گھرکیوں تلے سسک رہا ہے۔ عوام خطِ غربت کے نیچے بیٹھے جون جولائی کی دھوپ تاپ رہے ہیں۔ سوئس بینکوں میں ہمارے 2 کھرب 11 ارب روپے موجود ہیں۔ اتنا ہی مزید سوئٹزرلینڈ، برطانیہ، فرانس، سپین کے بنگلوں، پلازوں، ریئل اسٹیٹ میں دفن ہے۔ سوئس کیس میں غریب عوام کے خون پسینے کی کمائی کے کروڑوں، مقدموں کی پیروی میں رل گئے۔ قوم پہلے ان کی کرپشن کے ہاتھوں نچوڑی جائے پھر اس کرپشن کے مقدموں میں رہی سہی لٹ جائے۔ دن پھرے ہیں صرف وکیلوں کے! یادش بخیر بینظیر کے وقت سے یہ مقدمے شروع ہوئے۔ بینظیر کو لگنے والی گولی نے سب کچھ دھو دیا۔ زرداری کو وراثت میں کرسی اور کیس ملے۔ کرسی کے بل پر کیس دم گھٹ کر مر گئے۔ اب ہم ازسرِ نو لکیر پیٹ رہے ہیں۔ پاکستان کو پاک کرنے کے لیے عدالتی فیصلے کیا کریں گے کیونکہ حقیقت تو وہی ہے جو چیف جسٹس نے کہی ہے: 'ہمارے ہاتھ میں بندوق نہیں صرف فیصلے سنا سکتے ہیں'۔ بندوق کے زور پر پہلے پرویز مشرف نے امریکی رٹ پاکستان میں قائم کی۔ پھر اسی بندوق نے این آر او کروایا۔ پانچ سال ریکارڈ توڑ، ادارے توڑ، عوام کی کمر توڑ بربادی بھی بندوق کے سر پر ہوئی۔ پاکستان کو بازیاب کروانے کے لیے (ملک خود اغوا برائے تاوان ہو چکا ہے) سب سے بڑا چیلنج موجودہ حکومت کے لیے بندوق ہے۔ دوطرفہ بندوق۔ ایک کو بیرکوں میں لوٹائیے، دوسری سے مذاکرات کیجیے۔ ان کی بندوقیں یوں بھی کفر کے شکار میں زیادہ دلچسپی رکھتی ہیں بشرطیکہ مملکت ان کی کنپٹی سے بندوق ہٹالے۔

امریکہ جا رہا ہے۔ رمضان آرہا ہے۔ شیطان جکڑا جائے گا۔ رحمتِ ربی سارے در وا کر دے گی۔ اللہ پاکستان کو اس رحمت سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین

لاکھ کوشش سہی، ساری محنت بجا
اس کی رحمت کی بس اک نظر چاہیے

روزے کے احکام

فرید اللہ مروت

روزہ کے لئے عربی میں ''صوم'' کا لفظ استعمال ہوا ہے، جس کے لغوی معنیٰ ''رکنے'' کے ہیں۔ اصطلاح میں اس سے مراد ''طلوع فجر سے غروب آفتاب تک روزہ توڑنے والی چیزوں سے بچے رہنا' پرہیز کرنا۔'' نماز کی طرح روزہ بھی تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعت میں فرض رہا ہے۔﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ ط﴾(البقرۃ183) ''اے مسلمانوں تمہارے اوپر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے کی امتوں پر فرض کیا گیا تھا''۔ پچھلی جتنی امتیں گزری ہیں' سب روزے رکھتی تھیں جس طرح امت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام رکھتی ہے۔ البتہ روزے کے احکام، تعداد اور روزے رکھنے کے زمانے میں مختلف شریعتوں کے درمیان فرق رہا ہے۔ یہاں ہم احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں مختصراً روزے کے احکام بیان کرتے ہیں:

☆ ماہ رمضان کا آغاز 29 شعبان کو چاند نظر آنے یا شعبان کے تیس دن مکمل ہونے سے ثابت ہو جاتا ہے (صحیح بخاری)

☆ روزہ ہر بالغ' عاقل' مقیم اور روزہ کی طاقت رکھنے والے مسلمان پر فرض ہے۔

☆ چاند دیکھ کر پڑھی جانے والی مسنون دعا((اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ))(ترمذی) ''اے اللہ! یہ چاند نکال ہم پر ساتھ امن و ایمان اور سلامتی اور اسلام کے'(اے چاند) میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔''

☆ فرض روزے کی نیت فجر سے قبل کرنا ضروری ہے۔(ابوداوٗد)

☆ نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔ اور روزے کی نیت کی معروف دعا وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَیْتُ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ کے الفاظ غیر مسنون ہیں۔

☆ سحری کھاتے ہوئے اذان ہو جائے تو اس کے بعد کھانا پینا جائز نہیں۔

☆ افطار جلدی کرنا مسنون ہے۔ چنانچہ غروبِ آفتاب ہوتے ہی روزہ افطار کر لینا چاہیے۔(متفق علیہ)

☆ افطاری کی دعا((اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ))(ابوداوٗد) ''اے اللہ! آپ کے لئے میں نے روزہ رکھا اور آپ کے رزق پر ہی اس کو افطار کرتا ہوں۔''

☆ کسی روزہ دار کو روزہ افطار کروانے سے روزہ رکھنے کے برابر اجر وثواب ملے گا۔(ترمذی)

☆ جو روزہ افطار کروائے اسے یوں دعا دیں:
((اَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّائِمُوْنَ وَاَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلَائِکَۃُ))(ابوداوٗد)
''اللہ کرے (اسی طرح) تمہارے ہاں روزہ دار روزہ کھولیں اور نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تمہارے لئے دعائے رحمت کریں۔''

☆ روزہ کی حالت میں مسواک کرنا سنت سے ثابت ہے۔(صحیح بخاری)

☆ آنکھ میں سرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔(صحیح بخاری)

☆ ناک میں دوا ڈالنے سے دوا حلق میں یا معدہ تک پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔(صحیح بخاری)

☆ گرمی کی شدت سے روزہ دار غسل یا کلّی کر سکتا ہے۔(ابوداوٗد)

☆ روزے کی حالت میں وضو کرتے وقت ناک میں اس طرح پانی ڈالنا کہ حلق تک پہنچنے کا اندیشہ ہو جائز نہیں۔(ترمذی)

☆ نکسیر، استحاضہ اور اس جیسا دوسرا خون نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، صرف حیض و نفاس کے خون سے روزہ ٹوٹے گا خواہ دن کے کسی حصے میں ہو۔(بخاری)

☆ روزے کی حالت میں پچھنے لگوائے جا سکتے ہیں۔(بخاری)

☆ عمداً قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، البتہ کسی کو خود بخود قے آ جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔(ابوداوٗد)

☆ بوقت ضرورت کھانے کا ذائقہ چکھنے میں کوئی حرج نہیں، طریقہ یہ ہے کہ زبان کے کنارے پر رکھ کر چکھیں، حلق تک نہ جانے دیں۔(بخاری)

☆ ایسا انجکشن جو بطور دوا لگوایا جائے اور وہ کھانے پینے یا غذا کا بدل نہ ہو، بطور علاج مریض کے پٹھے یا نس میں لگایا جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

☆ بھول کر کھا پی لیں تو روزہ صحیح ہوگا لیکن یاد آتے ہی فوراً ہاتھ روک لینا واجب ہے، حتیٰ کہ منہ کا لقمہ یا گھونٹ بھی اُگل دینا ضروری ہے۔(بخاری)

☆ جس نے جان بوجھ کر کھا پی لیا اس پر کفارہ اور روزے کی قضا واجب ہے۔

☆ روزہ میں تھوک نگلنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔(بخاری)

☆ دانت سے خون نکلنے سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا، مگر خون نگلنے سے پرہیز کریں۔

☆ روزہ دار کو خوشبو لگانا اور سونگھنا جائز ہے۔

☆ روزہ دار روزہ کی حالت میں بغلوں اور زیر ناف بال صاف کر سکتا ہے۔

☆ جو شخص بڑھاپے یا ایسی بیماری کی وجہ سے جس سے صحت کی امید نہیں روزہ نہ رکھ سکے تو وہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے گا۔(دار قطنی)

☆ جو شخص بیمار تھا پھر شفایاب ہو گیا۔ قضا کی طاقت رکھتے ہوئے بھی قضا نہ کی اور موت آ گئی تو اس کے قضا روزوں کا فدیہ اس کے وارثوں کے ذمے ہے۔(متفق علیہ)

☆ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے لئے روزہ رکھنا مشقت کا باعث ہو تو روزہ نہ رکھے، البتہ فوت شدہ روزوں کی قضا واجب ہوگی۔(متفق علیہ)

☆ مسافر کے لیے مطلقاً روزہ نہ رکھنا افضل ہے لیکن بحالت سفر روزہ رکھ لے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ سفر کی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روزہ رکھنا اور نہ رکھنا دونوں ثابت ہیں۔ البتہ گرمی کی شدت اور مشقت دو چند ہو تو مسافر کے لیے روزہ نہ رکھنا متعین ہو جاتا ہے۔(متفق علیہ)

☆ رمضان میں روزہ کی حالت میں شوہر اپنی بیوی سے زبردستی جماع کر لے تو بیوی کا روزہ صحیح ہوگا اور اس پر کوئی کفارہ نہیں، البتہ شوہر گناہ گار ہوگا، نیز شوہر پر اس دن کے روزے کی قضا اور کفارہ لازم ہوگا۔ کفارہ کے لیے وہ ایک غلام آزاد کرے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو مسلسل دو مہینے روزے رکھے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔(متفق علیہ)

☆ ذہن میں شہوت کا تصور کیا اور منی خارج ہو گئی یا سوتے میں احتلام ہو گیا تو اس سے روزہ فاسد نہ ہو گا۔(بخاری)

☆ مذی نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا (غلبۂ شہوت کی وجہ سے نکلنے والے سفید لیس دار مادہ کو مذی کہتے ہیں)(بخاری)

☆ رمضان میں قرآن مجید کی تلاوت کرنا اور اس کا دہرانا مسنون ہے۔(متفق علیہ)

☆ رمضان میں کثرت سے صدقہ و خیرات کرنا سنتِ رسول ﷺ ہے۔(متفق علیہ)

☆ رمضان کے آخری دس دنوں میں اپنے اہل و عیال کو عبادت کے لئے خصوصی ترغیب دلانا نبی کریم ﷺ کی سنت پرعمل کرنا ہے۔(متفق علیہ)

☆ رمضان کی انتہائی قدر و منزلت والی رات لیلۃ القدر کی برکتوں سے محروم رہنے والا بدنصیب ہے۔ (ابن ماجہ)

☆ لیلۃ القدر کی تلاش رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں کرنی چاہئے۔(بخاری)

☆ لیلۃ القدر کی دعا: ((اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ))''اے اللہ بے شک تو معاف کرنے والا ہے، معاف کرنے کو پسند کرتا ہے، پس ہمیں معاف فرمادے۔''

☆ رمضان میں مسجد میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ کفایہ ہے اور اس کی مدت دس دن ہے۔(متفق علیہ)

☆ عورتوں کو بھی اعتکاف کرنا چاہئے۔(مسلم)

☆ روزے کی حالت میں غیبت کرنا، جھوٹ بولنا، گالی دینا، لڑائی جھگڑا کرنا ناجائز امور ہیں۔(بخاری)

☆ حالت روزہ میں بے ہودہ، فحش اور جہالت کے کام یا گفتگو کرنا منع ہے۔(ابن خزیمہ)

☆ صدقہ فطر ہر اس شخص پر فرض ہے جو صاحب نصاب ہو۔

☆ صدقہ فطر نماز عید سے پہلے ادا کرنا چاہیے۔ (مسند احمد)

☆ صدقہ فطر کی مقدار ایک صاع ہے جو اڑھائی یا پونے تین کلوگرام غلہ کی قیمت کے برابر ہے۔(مسند احمد)

☆ فرض روزوں کی قضا آئندہ رمضان سے قبل کسی بھی وقت ادا کی جاسکتی ہے۔(متفق علیہ)

☆ رمضان کے فوراً بعد شوال کے چھ روزے رکھنا مستحب ہے۔(صحیح مسلم)

کتابچہ ''خلاصۂ تعلیماتِ قرآن'' کی مفت فراہمی

قرآنی تعلیمات کا خلاصہ جاننے اور ماہ رمضان المبارک کے دوران پیغام قرآن کو عام کرنے کے لیے

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ کا مرتب کردہ کتابچہ

''خلاصۂ تعلیمات قرآن''

درج ذیل پتہ پر مفت دستیاب ہے

دفتر ندائے خلافت/ مکتبہ خدام القرآن (سیل پوائنٹ)

36۔ کے ماڈل ٹاؤن

برائے رابطہ 042-35869501-3 , 0301-4576107

ماہ صیام

رمضان کے روزے، نظم کلام کی روشنی میں

حافظ محمد مشتاق ربانی

ہمیں خیال آتا ہے کہ روزہ ایک عبادت ہے، لہٰذا اس کا ذکر نماز و زکوٰۃ کے ساتھ آنا چاہیے،لیکن سورۃ البقرہ کے جس رکوع میں رمضان کے روزوں کا ذکر ہے، اس سے پہلے قصاص اور وراثت کے احکام کا ذکر کیا گیا ہے۔اس کی وجہ یہ نظر آتی ہے کہ قصاص حرمت جان کے لیے استعارہ ہے اور وراثت حرمت مال کے لیے استعارہ ہے۔جان اور مال کو اگر دوسروں سے بچانا چاہتے ہیں تو معاشرے کو پاکیزہ اور حرص و لالچ سے پاک کرنا ہوگا، تاکہ لوگ امن وسکون سے زندگی گزار سکیں۔اس مقصد کے لیے ضروری ہے کہ معاشرے کے افراد میں تقویٰ پیدا کیا جائے اور اس کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ وہ رمضان کے روزے رکھیں، تاکہ طمع اور شح کا خاتمہ ہو اور معاشرے میں عفو و درگزر جیسے اوصاف فروغ پاسکیں، اور لوگ حق تلفی سے محفوظ رہ سکیں۔

روزے کے ذکر کے بعد رشوت کے ذریعہ سے حکام کو خریدنے اور دوسرں کے حقوق غصب کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۱۸۸) (البقرۃ)''اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے نہ کھاؤ اور اس کو حکام تک پہنچنے کا ذریعہ نہ بناؤ کہ اس طرح دوسروں کے مال کا کچھ حصہ حق تلفی کرکے ہڑپ کر سکو اور تم جانتے ہو (کہ یہ گناہ کا کام ہے)''۔ مولانا امین احسن اصلاحی کی تفسیر تدبر قرآن، نظم قرآن کے حوالے نہایت اہم ہے۔وہ ''وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ۔۔۔'' کی تفسیر بیان کرنے سے قبل لکھتے ہیں:''روزے کے حکم سے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی عزیزوں اور رشتہ داروں کے حقوق اور دوسروں کے اموال واملاک غصب کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ اس سے شریعت کے نظام میں روزے کا مقام واضح ہوتا ہے کہ اس عبادت کا اصل مقصود حرص و طمع، بخل اور لالچ اور اس قبیل کی دوسری بیماریوں پر قابو پانا ہے۔ان پر قابو پانے ہی سے انسان کے اندر وہ تقویٰ پیدا ہوتا ہے جو حقوق و معاملات میں اس کو عدل پسند اور محتاط بناتا ہے۔گویا جن چیزوں سے بچتے رہنے کی ہدایت کی ان سے نفس کو بچانے میں جو تدبیر سب سے زیادہ کارگر ہوسکتی ہے اس کی طرف بھی رہنمائی فرمادی۔''

وہ آیت جس میں دوسروں کا مال ناجائز طور پر کھانے کی ممانعت ہے، اس سے قبل رمضان کے روزوں کا بیان اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ روزہ امن مہیا کرنے والا اور بدامنی کو روکنے والا ہے۔ظاہر بات ہے، جب لوگوں میں تقویٰ پیدا ہوگا تو امن کو فروغ ملے گا۔اس وقت پاکستان کا ایک اہم مسئلہ بدامنی ہے۔ یہ بدامنی ظلم و ناانصافی کی پیداوار ہے۔مسلمان اگر رمضان کے روزوں کا صحیح طور پر اہتمام کریں اور یہ عزم کرلیں کہ ظلم وناانصافی سے اجتناب کریں اور ریاست بھی افراد کے حقوق کا تحفظ کرے گی، تو اس سے دہشت گردی اور بدامنی میں کمی آسکتی ہے۔چوری، راہزنی، ڈکیتی، بھتہ خوری، نوسر بازی، فراڈ اور مال ہتھیانے کے تمام ناجائز ذرائع پر کسی حد تک قابو پایا جاسکتا ہے۔

جان اور مال کو محفوظ رکھنے کا ایک ذریعہ تو سزا، قانون سازی، اصلاحات اور پولیس کا نظام ہے۔جیسا کہ ہر کوئی کہتا ہے کہ اگر پولیس اپنا بھرپور کردار ادا کرے تو جرائم پر کسی حد تک قابو پایا جاسکتا ہے۔دوسری طرف مسلم معاشرے کو چاہیے کہ وہ سوسائٹی اور سماج میں عبادات کے مقصد کے بارے میں آگاہی پیدا کرے جیسے رمضان کے روزے جو فرض ہیں، جن کا حاصل حصول تقویٰ ہے۔اگر فی الواقع تقویٰ پیدا ہو جائے تو اس کے ذریعے سے معاشرے میں خوبصورتی پیدا کی جاسکتی اور امن کو فروغ مل سکتا ہے۔

☆☆☆

خلافت ڈیبیٹ

کے عنوان سے قرآن آڈیٹوریم لاہور میں
اہم ملکی اور دینی موضوعات پر مباحثوں کی DVD's

موضوع مارچ 2013ء

پاکستان کی منزل:
اسلام کا نظام عدل اجتماعی...... مگر کیسے؟

پاکستان کو درپیش مسائل سے نکالنے کے لیے راہِ عمل

شرکاء: حافظ عاکف سعید، اوریا مقبول جان، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، محمد اعجاز چوہدری، مولانا امجد خان، انجینئر مختار فاروقی

موضوع اپریل 2013ء

کیا انتخابات پاکستان کو
بحران سے نکال سکتے ہیں؟

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کی فکر انگیز گفتگو

موضوع مئی 2013ء

نظریہ پاکستان : حقائق کیا ہیں؟

تنظیم اسلامی کی اعلیٰ قیادت کی نظریہ پاکستان پر گفتگو

شرکاء: حافظ عاکف سعید، اعجاز لطیف، خالد محمود عباسی، بریگیڈیئر (ر) ڈاکٹر غلام مرتضیٰ، ڈاکٹر عبد السمیع

موضوع جون 2013ء

الیکشن 2013: دینی جماعتوں نے
کیا کھویا کیا پایا؟

انتخابی سیاست میں دینی جماعتوں کی ناکامی کے بعد
ملک میں نفاذِ شریعت کے حوالے سے اہم مباحثہ

شرکاء: حافظ عاکف سعید، سلمان غنی، جسٹس نذیر احمد غازی، بریگیڈیئر (ر) ڈاکٹر غلام مرتضیٰ،

میزبان: ایوب بیگ مرزا

پیشکش: شعبہ سمع و بصر

قیمت فی DVD: 60 روپے

36-K، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ فون: 3-042-35869501،
www.tanzeem.org
email: media@tanzeem.org

مکتبہ خدام القرآن

پرویز مشرف پر غداری کا مقدمہ

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

میزبان: وسیم احمد

مہمانانِ گرامی	جسٹس (ر) نذیر احمد غازی (ایڈووکیٹ سپریم کورٹ)
	ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان)

سوال: میاں نواز شریف نے قومی اسمبلی میں سابق فوجی آمر پرویز مشرف کے خلاف آرٹیکل 6 کے تحت قانونی کارروائی کا اعلان کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ سیدھے سادے طریقے سے عدالتی کارروائی کا آغاز کیوں نہیں کیا گیا۔ بس اٹارنی جنرل عدالت سے درخواست کر لیتے۔ وزیراعظم کا اسمبلی میں اعلان چہ معنی وارد؟

نذیر احمد غازی: عدالت میں یہ مقدمہ پہلے سے دائر ہو چکا تھا۔ عدالت نے عبوری حکومت سے بھی کہا تھا کہ پرویز مشرف کے خلاف آرٹیکل 6 کے تحت ایف آئی آر درج کروائیں۔ ان کا جواب تھا کہ ہمارا مینڈیٹ صرف انتخابات کا انعقاد ہے، لہٰذا آنے والی حکومت اس بارے میں فیصلہ کرے گی۔ جب یہ حکومت آئی تو انھیں خود ایف آئی آر درج کروا کے معاملے کو آگے بڑھانا چاہیے تھا۔ تاہم وزیراعظم نے اسمبلی میں اس کا اعلان کر کے عقلمندی کا ثبوت دیا ہے، کیونکہ اس طرح انہوں نے تمام جماعتوں کو اعتماد میں لے لیا ہے، سوائے اِکا دُکا فرد کے کسی نے اس اعلان کی مخالفت نہیں کی۔ وزیراعظم نے اپنے اس عمل سے گویا پوری دنیا کو دکھایا کہ پوری اسمبلی ایک ایسے ڈکٹیٹر کے خلاف کارروائی پر متفق ہے جس نے آئین کو توڑا۔ اس کے بعد اٹارنی جنرل نے عدالت میں جا کر حکومت کا مؤقف بیان کر دیا ہے اور اب جلد ہی اس مقدمے کی شنوائی شروع ہو جائے گی۔ اخباری اعلان کے مطابق حکومت نے سیکرٹری داخلہ میجر قمر الزمان کو ایف آئی آر درج کرانے کی ذمہ داری دی ہے۔

ایوب بیگ مرزا: اسمبلی میں پرویز مشرف کے خلاف کارروائی کے اعلان کے بارے میں ایک تاثر یہ بھی ہے کہ یہ کوئی قانونی تقاضا نہیں تھا، بلکہ موجودہ بجٹ پر جو تنقید کی جا رہی ہے، حکومت نے اُس کا رُخ موڑنے کے لئے یہ اعلان کیا ہے، تاکہ بجٹ منظور ہو جائے اور عوام کی توجہ بجٹ سے ہٹ کر پرویز کے مقدمے کی طرف منتقل ہو جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو اسمبلی میں اُٹھانے سے پوزیشن مزید بگڑے گی۔ حکومت کو براہ راست عدالت سے رجوع کرنا چاہیے تھا۔ ہمارے ہاں ہر معاملے کو سیاسی رنگ دے دیا جاتا ہے۔ یہ سیاسی پوائنٹ سکورنگ حکومت کو مہنگی بھی پڑ سکتی ہے۔ بہرحال اگر پرویز مشرف کے خلاف واقعتاً کیس چلتا ہے تو لوگ اس فعل کی پذیرائی کریں گے۔ عام لوگوں اور دینی طبقات کے نزدیک پرویز مشرف کا اصل جرم آئین شکنی نہیں، بلکہ نائن الیون کے بعد امریکہ سے اتحاد کرنا، اپنے پڑوسی مسلمان افغان بھائیوں کے قتل عام میں اس کی مدد کرنا اور خیبر پختونخوا میں امریکہ کو کارروائی کی اجازت دینا ہے۔ لوگوں کی اکثریت ان معاملات کو پرویز مشرف کا اصل جرم سمجھتی ہیں۔ پرویز نے دین اور امت مسلمہ سے دشمنی کا جو مظاہرہ کیا، اس کی سزا اسے مل کر رہے گی۔

نذیر احمد غازی: پرویز مشرف رسول اللہ (ﷺ) کی اس حدیث ’’دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے‘‘ کا بھی مذاق اُڑایا کرتا تھا۔ یہ بات جنرل شاہد عزیز کی کتاب میں بیان کی گئی ہے۔ اس اعتبار سے مشرف دین بیزار شخص تھا۔ اسلامی شعائر کا مذاق اُڑانے کے ساتھ ساتھ اس نے بے حیائی اور بے راہ روی کا جو کلچر عام کرنے کے لیے تگ و دو کی ہے، اس کا اثر ختم کرنے کے لیے شاید پچاس برس درکار ہوں گے۔ یحییٰ خان اور پرویز مشرف کی طرح جس نے بھی آئین توڑ کر اس قوم کے ساتھ مذاق کیا ہے، آرٹیکل 6 اور ٹریژن ایکٹ 1956ء کے تحت اُس کو سزا ملنی چاہیے۔

سوال: کیا آرٹیکل 6 کا اطلاق صرف پرویز مشرف پر ہوگا، اُن کے فوجی معاونین پر نہیں ہوگا۔ بعد میں اُن کے وزراء اور مشیران کی پوزیشن کیا ہوگی؟

نذیر احمد غازی: ہمارے آئین کے تحت آئین توڑنے کے عمل میں جنہوں نے بھی آئین شکن کا ساتھ دیا اور کسی بھی طرح سے اس سازش میں شریک ہوئے ہیں، ان سب کا ٹرائل ہوگا۔ عدالت کو یہ مکمل اختیار حاصل ہے کہ وہ ملزمان جن کے خلاف چالان نہیں دیا گیا لیکن اگر وہ شہادت میں ملزم بنتے ہیں تو اُن کو بھی مقدمے میں شامل کر لیا جائے گا۔

سوال: کیا اس طرح شیخ رشید کے بقول پنڈورا باکس نہیں کھل جائے گا؟

نذیر احمد غازی: میرا خیال ہے کہ اگر اس معاملے کو بہت زیادہ وسیع بھی کر لیا جائے تو 35 تا 40 آدمی اس دائرہ کار میں آئیں گے۔ اہم قومی معاملات میں یہ تعداد کچھ زیادہ نہیں۔ میں شروع سے یہ کہہ رہا ہوں (جو میرا ذاتی خیال ہے) کہ پرویز مشرف کچھ عرصے بعد ملک سے باہر چلا جائے گا۔ آرٹیکل 6 کے بعد پرویز کے خلاف کارروائی شروع ہوگی اور ہو سکتا ہے ایسے حالات پیدا کر دیے جائیں کہ پرویز کو یہاں سے نکال دیا جائے۔ یہ کیسے ہوگا، کیوں اور کب ہوگا؟ اس کا فی الوقت میرے پاس جواب نہیں۔ یہ میرا وجدان ہے، جو ہو سکتا ہے پورا نہ ہو۔

ایوب بیگ مرزا: غازی صاحب میں اپنی انفارمیشن کے لیے ایک بات پوچھنا چاہوں گا کہ 1973ء کے آئین کے آرٹیکل 6 میں لکھا ہے: ’’جو شخص آئین کو منسوخ کرے یا Subvert کرے یا اس کام میں معاونت کرے۔‘‘ جبکہ 2010ء میں اٹھارہویں ترمیم میں یہ اضافہ کیا گیا کہ جو آئین کو جزوی طور پر معطل اکتوبر 1999ء اور 3 نومبر 2007ء کو سرزد ہوئے کیا 2010ء کی اٹھارہویں ترمیم کا اطلاق اس ترمیم سے پہلے ہونے والے جرائم پر بھی ہوگا؟

نذیر احمد غازی: ایک نقطہ نظر یہ ہے کہ جو جرائم کسی قانون کی منظوری سے پہلے ہوئے ان پر بعد میں منظور ہونے والے قانون کی سزاؤں کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ دوسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ ٹریژن ایکٹ چونکہ 1956ء میں بنا تھا۔ 1973ء کے آئین میں کہا گیا کہ اس کا اطلاق پیچھے سے ہوگا۔ لہٰذا آئین کی آرٹیکل 6 کو 1956ء کے ایکٹ کے ساتھ ملا کر پڑھیں تو پھر اس کا اطلاق 1956ء سے ہوگا۔ یہ دو آراء ہیں۔ اس اعتبار سے دنیا سے چلے جانے والے ڈکٹیٹرز کو تمثیلی سزا دی جا سکتی ہے۔ اُصولی طور پر ایسا ہونا چاہیے، تاکہ آئندہ کسی کو اس غیر آئینی اقدام کی جرأت نہ ہو۔ تاہم ہمارے ہاں عملی طور پر ایسا ہونا ممکن نظر نہیں آتا۔

سوال: 3 نومبر کے اقدام کو چیلنج کیا گیا ہے۔

12 اکتوبر 1999ء کے اقدام کو کیوں چیلنج نہیں کیا گیا۔؟

ایوب بیگ مرزا: وزیراعظم نے اگرچہ اسمبلی میں 12 اکتوبر 1999ء کا حوالہ دیا ہے لیکن میری ذاتی رائے ہے کہ وہ صرف سیاسی بیان تھا۔ 12 اکتوبر 1999ء کے اقدام کو عدالت اور 2007ء والی اسمبلی تحفظ دے چکی ہے۔اس حوالے سے 12 اکتوبر 1999ء کا اقدام اس مقدمے میں شامل ہوتا نظر نہیں آتا۔اگرچہ پرویز کے جرائم کی فہرست طویل ہے، تاہم آئین شکنی کے حوالے سے اُس نے اصل جرم تو12 اکتوبر 1999ء کو کیا تھا، 3 نومبر کو تو اس نے ایمرجنسی لگائی تھی، جو جرم در جرم تھا۔اصل جرم پہلے والا تھا۔اگر ہم غیر جانبدارانہ انداز میں اس معاملے کا تجزیہ کریں تو عدلیہ کا وہ فیصلہ بھی زیر بحث آنا چاہیے جس کے مطابق نہ صرف پرویز مشرف کے اس اقدام کو جائز قرار دیا گیا بلکہ اس کو آئین میں ترمیم کا اختیار دے دیا گیا۔عدلیہ کو اپنے اس فیصلے پر بھی نظر ثانی کرنا چاہیے۔ ہمارے نزدیک 12 اکتوبر اور 3 نومبر کے اقدامات کو مقدمے میں شامل کر کے ہر اس شخص کو سزا ملنی چاہیے جو اس میں شامل تھا۔

سوال: جنرل پرویز مشرف اپنے اختیارات سے تجاوز کرنے والا چوتھا جرنیل تھا۔کیا پہلے تین جرنیلوں اور اُن سے تعاون کرنے والوں کو بھی عدالتی کٹہرے میں لایا جانا چاہیے؟

نخیر احمد غازی: ان کے خلاف 1956ء کے ایکٹ کے تحت کارروائی ہوسکتی ہے، لیکن اس کیس میں نہیں، کیونکہ یہ صرف 12 اکتوبر 1999ء اور 3 نومبر 2007ء کے اقدامات کے متعلق ہے۔ سابقہ جرنیلوں اور ان کے معاونوں کے لیے الگ مقدمہ چلایا جاسکتا ہے۔1958ء، 1969ء اور 1977ء میں آئین شکنی کے واقعات میں ایوب خان، جنرل ضیاء، سول مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر ذوالفقار علی بھٹو اور یحییٰ خان وغیرہ شامل کیے جاسکتے ہیں۔اس کام کے لیے ایک خاص جرأت اور قوت ارادی (Will) درکار ہوتی ہے، جس کی بدقسمتی سے ہمارے ہاں بالخصوص حکمرانوں میں بہت کمی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پرویز مشرف قومی مجرم ہے۔اگر فی الحال اس مقدمے کا فیصلہ ہو جائے تو مستقبل میں ایسے اقدامات کا راستہ روکا جاسکے گا، ورنہ یہ جرم بار بار ہوتا رہے گا۔

سوال: اگر پرویز مشرف کو آرٹیکل 6 کے تحت سزائے موت ہو جاتی ہے تو پاکستان کی سیاست پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے۔کیا اداروں کے تصادم کا خطرہ موجود ہے؟

نخیر احمد غازی: قانون سے کوئی بالاتر نہیں خواہ وہ جج ہو، سویلین ہو یا کوئی فوجی ہو۔غیر آئینی اور غیر قانونی کام کی ہر آدمی کو سزا ملنی چاہیے۔محسوس ایسا ہوتا ہے کہ ادارے بھی قانون کی بالادستی کو سپورٹ کریں گے اور اُمید ہے کہ اس مقدمے کے فیصلے سے اداروں میں تصادم نہیں ہوگا۔پرویز نے ایک غلط کام کیا تو میں نہیں سمجھتا کہ فوج اسے سپورٹ کرے گی۔اُس کے کس کس ایکشن پر بات کی جائے، اس نے تو ایسے قانون بنائے جن کی مثال دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔مثلاً اس نے ایک قانون بنایا کہ صدر دو عہدے رکھ سکتا ہے اور اس قانون کا اطلاق صرف مجھ پر ہوگا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔اس نے گویا آئین کو مذاق بنا کر رکھ دیا تھا۔

سوال: ایک خیال یہ ہے کہ جرنیلوں کے معاونین میں سیاستدان اور سول بیوروکریسی کے بہت سے افراد ہوتے ہیں۔کیا وہ چاہیں گے کہ پرویز پر یہ مقدمہ چلے اور ان کا بھی نام سامنے آئے۔لہٰذا وہ اس مقدمہ سے خود کو بچانے کے لیے ملک میں انتشار کی کیفیت پیدا کر سکتے ہیں۔آپ کا کیا خیال ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اگر آپ پچھلے چند سالوں کا جائزہ لیں تو ہمارے ہاں فوج کی پوزیشن بالخصوص ''دہشت گردی'' کی جنگ میں شرکت کی وجہ سے بہت کمزور ہوئی ہے۔فوج کو کئی معاملات میں بیک فٹ پر جانا پڑا ہے۔ 2 مئی 2011ء سے پہلے کبھی کسی فوجی یا کسی جرنیل کے خلاف بات کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس حوالے سے اب نہ صرف الیکٹرانک میڈیا پر بات ہو رہی ہے بلکہ بہت سے کالم نگار فوج کے خلاف کھلم کھلا لکھ رہے ہیں۔میرے نزدیک دونوں انتہائیں غلط ہیں۔نواز شریف صاحب کا معاملہ لے لیں۔انہوں نے فوج کی گود میں پرورش پائی۔ان کی ایک انتہا وہ تھی کہ ان کے تمام معاملات فوج کی مشاورت سے طے ہوتے تھے۔ پرویز مشرف کے ٹیک اوور تک ان کا سیاسی کیریئر فوج کے کندھوں پر چلا ہے۔اسلامی جمہوری اتحاد کے قیام کا معاملہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں کہ اسے فوج کی مکمل حمایت حاصل تھی۔ یہ انتہا بھی غلط تھی کہ فوج کو تمام سیاسی معاملات میں شامل کر لیا جائے۔اب جو میاں نواز شریف بالکل دوسری انتہا پر ہیں کہ فوج کو بالکل پیچھے دھکیل دیا جائے تو یہ بھی غلط ہے۔البتہ اس معاملے میں جنرل کیانی نے جس بردباری اور تحمل کا مظاہرہ کیا ہے وہ لائق تحسین ہے۔جنرل کیانی نے جب یہ بات کی تھی کہ اسلام اور پاکستان لازم وملزوم ہیں تو سیکولر طبقات ان کے خلاف دشنام طرازی تک جا پہنچے لیکن انہوں نے ری ایکٹ نہیں کیا۔ضرورت اس امر کی ہے کہ فوج کے معاملے میں اعتدال کی روش اختیار کی جائے۔اگر آپ فوج کا مورال گرا دیں گے اور ہر برائی فوج کے کھاتے میں ڈالنا شروع کر دیں گے تو گویا بھارت (دشمن) کی منشاء کو پورا کریں گے۔ جہاں تک ہماری فوج کا سیاست میں مداخلت کا معاملہ ہے، میرے نزدیک یہ عالمی سازش کے تحت کیا گیا۔قدرت اللہ شہاب نے اپنی کتاب ''شہاب نامہ'' میں ایک واقعہ نقل کیا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ میرے بعض اقدامات کے نتیجے میں امریکا نے ایوب خان سے کہا کہ یہ شخص ہمارے لیے ناقابل برداشت ہوگیا ہے۔چنانچہ ایوب خان کو نہ چاہتے ہوئے بھی مجھے خود سے دور کرنا پڑا اور مجھے سوئٹزرلینڈ کا سفیر مقرر کر دیا گیا۔قدرت اللہ شہاب پہلے صدر ایوب کے سیکرٹری تھے۔وہ لکھتے ہیں کہ دورانِ سفارت میری دوستی چیکوسلواکیہ کے سفیر سے ہوگئی۔ ایک دن ہم اکٹھے سیر کر رہے تھے۔تو اس نے کہا کہ امریکہ اور روس کی آپس میں بہت دشمنی ہے، لیکن دشمنی کے باوجود بعض معاملات میں ان کے درمیان خاصی ہم آہنگی موجود ہے۔میں نے پوچھا کس حوالے سے؟ اس نے کہا: پاکستان کے حوالے سے۔ میں نے چونک کر پوچھا ''وہ کیوں؟'' اس نے بتایا کہ ''امریکا اور روس دونوں یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کی فوج پیشہ وارانہ مہارت کے اعتبار سے بہترین فوج ہے۔لہٰذا وہ دونوں فوج کے معیار کو گرانے پر متفق ہیں اور اس کے لیے وہ آپ کے ملک میں کئی مارشل لاء لگانے کی راہ ہموار کر کے فوج کو اقتدار کا چسکا لگا دیں گے۔ کیونکہ جس فوج کو سیاست اور اقتدار سے دلچسپی ہو جائے وہ لڑ نہیں سکتی۔'' یہ واقعہ 63-1962ء کا ہے۔اس وقت تک ایک مارشل لاء ملک میں لگا تھا۔کوئی سوچ نہیں سکتا تھا کہ اس کے بعد ملک میں تین مارشل لاء اور لگیں گے۔ گویا انہوں نے اس حوالے سے لانگ ٹرم پلاننگ بہت پہلے کر رکھی تھی۔ بہرحال میرا کہنا یہ ہے کہ ہمیں دو انتہاؤں کی بجائے فوج کے معاملے میں درمیانی روش اختیار کرنی چاہیے، تاکہ فوج سیاست میں مداخلت بھی نہ کرے اور اس کا مورال بھی بلند رہے۔

نخیر احمد غازی: اگر ہم فوج کو قابل نفرت بنا دیں گے تو ملک کی حفاظت کون کرے گا۔ را، موساد، سی آئی اے، اسلام دشمن بیرونی قوتیں اور ملک میں موجود اسلام دشمن طبقات کی خواہش یہ ہے کہ پاکستان کی فوج کو رسوا کیا جائے، تاکہ ملک کا دفاع کمزور ہو۔کسی ملک کے لوگوں کا فوج سے محبت کا تعلق ہو تو فوج ملک کے لیے جی جان لڑا دیتی ہے۔1965ء کی جنگ میں لوگوں کے دل میں فوج کے لیے جذبات یہ تھے کہ وہ اپنے گھروں سے

(باقی صفحہ 17 پر)

دوحہ مذاکرات

نور حق شمع الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون

محبوب الحق عاجز

قطر کے دارالحکومت دوحہ میں طالبان افغانستان کے سیاسی بیورو کے قیام سے افغان جنگ اپنے اختتامی اور فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہوگئی ہے۔ آج سے تیرہ سال پہلے امریکہ عالم کفر کے متحدہ جتھے اور خوفناک اسلحی طاقت کے ساتھ امارت اسلامی افغانستان پر حملہ آور ہوا تھا۔ طالبان کا جرم یہ بتایا گیا تھا کہ انہوں نے القاعدہ کے سربراہ اسامہ بن لادن کو جنہوں نے بقول امریکہ نائن الیون کی سازش کی اپنے ہاں پناہ دے رکھی ہے اور ہمارے حوالے کرنے سے انکاری ہیں۔ اُس وقت اگرچہ صیہونی کنٹرولڈ میڈیا کے ذریعے امریکہ نے تقریباً پوری دنیا کو اپنا ہم نوا اور ہم خیال بنالیا تھا اور دنیا اُس کا ساتھ دے رہی تھی' مگر پھر بھی خود غیر مسلم دنیا سے بھی چند آوازیں امریکی استعماریت کے خلاف اُٹھ رہی تھیں' جن میں اُسے جنگجویت اور جارحیت سے باز رہنے کا مشورہ دیا جارہا تھا اور یہ کہا جارہا تھا کہ جیسے بھی ہو وہ مسئلہ کو مذاکرات اور افہام و تفہیم سے حل کرے۔ مگر طاقت کا نشہ ایسا چڑھا تھا کہ امریکہ کو کوئی معقول بات سمجھ نہ آتی تھی۔ چنانچہ اُس نے افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے لیے غیور مگر نہتے افغان مسلمانوں پر آتش و آہن کی بارش کر دی۔ نیپام اور ڈیزی کٹر جیسے خوفناک بم تک استعمال کیے' جس سے ہزاروں افغان بھائیوں اور مجاہدین کے جسم کے چیتھڑے اڑ گئے۔ عام خیال تھا کہ طالبان بہت جلد ہتھیار ڈال دیں گے' بصورت دیگر اُن کی مزاحمت کو اس انداز سے کچل دیا جائے گا کہ اُن کا نام ونشان تک باقی نہ رہے گا۔ مسلم کُش بش غراتے ہوئے اعلان کر رہا تھا کہ یہ صلیبی جنگ ہے۔ ہم ''دہشت گردی'' کے خاتمے کے لیے اِس جنگ کے بادل ہر اُس ملک تک لے جائیں گے جہاں ''دہشت گردی'' کو سپورٹ ملتی ہے۔ مسلم دنیا کے امریکی طوطے بھی امریکی راگ الاپ رہے تھے۔ ہمارا فوجی ڈکٹیٹر مش طالبان اقتدار اور مزاحمت کا خاتمہ چند دنوں کی بات کہہ رہا تھا۔ مگر میرے اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اُس کی تدبیر اُس کے باغیوں کی چالوں پر غالب آنے والی تھی۔ اگر مقابلہ دو مادی طاقتوں کے درمیان ہوتا تو امریکہ کی جیت یقینی تھی۔ کہاں دنیا کی جدید ترین ٹیکنالوجی سے لیس دنیا کی واحد سپر پاور امریکہ اور کہاں روس افغان جنگ اور خانہ جنگی سے تباہ حال افغانستان۔ مگر یہاں مقابلہ مادی اسلحی قوت اور زندہ و پختہ ایمان کی طاقت کے درمیان تھا۔ امریکہ ٹیکنالوجی کی طاقت پر نازاں تھا' جبکہ طالبان مجاہدین کا اصل ہتھیار اللہ پر یقین اور بھروسا تھا۔ وہ اللہ کے وفادار اور اُس کے دین و شریعت کے پاسدار تھے۔ انہوں نے دجالی عہد میں امارت اسلامی قائم کر کے نعرۂ تکبیر بلند کیا تھا۔ وہ مسلم دنیا پر مسلط ایمان فروش ظالمان کے برعکس سرفروشی کی ریت اپنائے' بے تیغ لڑنے اور فضائے بدر پیدا کرنے کا عزم کیے ہوئے تھے۔ لہٰذا فرشتوں کا نزول اور اللہ کی نصرت خصوصی یقینی تھی۔

نور حق شمع الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون
جس کا حامی ہو خدا اُس کو مٹا سکتا ہے کون

اسلامی نظام اور جہادی تحریک کے خلاف دہشت گردی کے عنوان سے لڑی جانے والی جنگ کے ابتدائی تین چار سال میں ہی امریکہ کو اس بات کا اندازہ ہو گیا تھا کہ طالبان کا مزید مقابلہ اُس کے لئے آسان نہ ہو گا۔ لہٰذا اُس نے 2004ء ہی میں اُن سے مذاکرات کا فیصلہ کر لیا تھا۔ لیکن اُس وقت امریکہ افغانستان چھوڑنے کے لئے تیار نہ تھا بلکہ افغانستان میں اپنے قدم جمانے کے لیے طالبان کو رام کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ کابل میں سی آئی اے اسٹیشن چیف کے کہنے پر امریکی اہلکاروں نے ایک سے زائد بار طالبان سے رابطہ کیا اور انہیں پیغام دیا کہ وہ امریکیوں سے بات کریں' ساتھ ہی انہیں متنبہ بھی کیا کہ اگر وہ بات چیت نہیں کریں گے تو امریکہ اُن کے حریف شمالی اتحاد کی مدد پر مجبور ہوگا' جس سے یہ اتحاد پورے افغانستان پر چھا جائے گا۔ لیکن طالبان امریکہ کے دام فریب میں نہ آئے' جہاد کا سلسلہ جاری رکھا اور مذاکرات کا آغاز نہ ہو سکا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ایک مرتبہ پھر سی آئی اے سٹیشن چیف کی خواہش پر امریکی اہلکاروں نے طالبان سے ملاقات کر کے انہیں مذاکرات کی پیشکش کی' مگر چونکہ طالبان کو امریکہ کی عیاری' چالبازی اور دھوکہ بازی کے سبب اُس پر اعتماد نہیں تھا' لہٰذا انہوں نے براہ راست بات چیت کی بجائے اپنی طرف سے مذاکرات کا اختیار جنرل (ر) حمید گل کو دے دیا جو نہ صرف امریکیوں کی زبان اور معاملات کو سمجھتے تھے بلکہ اُس کی حیلہ طرازیوں سے بھی پوری طرح آگاہ تھے۔ امریکیوں نے یہ نام مسترد کر دیا اور کوئی اور نام دینے کا مطالبہ کیا' جس پر مذاکرات کی بیل منڈھے نہ چڑھی۔ اِس کے بعد بھی کئی بار مذاکرات کے لئے کوششیں کی گئیں۔ اس مقصد کے لئے طالبان کو خریدنے اور تقسیم کرنے کی بھی بہتیری کوششیں ہوئیں۔ طالبان کو خریدنے کے لئے ڈالر پانی کی طرح بہائے گئے' مگر یہ سارے ہتھکنڈے ناکام ہوئے اور امریکہ کو ہر بار منہ کی کھانی پڑی۔ طالبان نے ہمیشہ اپنے اس بنیادی مطالبہ کا اعادہ کیا کہ امریکہ افغانستان سے نکل جائے اور افغانوں کو خود اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے دے۔

باوثوق ذرائع کے مطابق 2009ء میں امریکہ کی عسکری قیادت نے شکست کا برملا اعتراف کرتے ہوئے امریکی صدر اوباما کو صاف لفظوں میں آگاہ کر دیا تھا کہ طالبان مجاہدین کو فوجی طاقت سے کچلنا ہمارے لئے ممکن نہیں۔ اِس ''دلدل'' سے نکلنے ہی میں ہماری نجات ہے اور اس کا واحد راستہ طالبان سے مذاکرات ہیں۔ مذاکرات کے سوا کوئی بھی تدبیر کارگر نہیں ہوسکتی۔ اِس موقع پر اوباما نے اپنے معتمد ساتھی آنجہانی سینیٹر کینیڈی سے خصوصی مشورہ کیا جو بستر مرگ پر پڑے تھے۔ کینیڈی نے جو شروع ہی سے افغان جنگ کے خلاف تھے اور اسے ''دلدل'' قرار دیتے تھے' اس تفصیلی ملاقات میں اوباما پر زور دیا کہ وہ فوری طور پر فوج کو افغانستان سے نکال دیں۔ اوباما کے دوسرے سینئر رفقاء نے بھی انہیں یہی مشورہ دیا اور افغانستان سے فوج کی واپسی اور طالبان سے مذاکرات کو واحد آپشن قرار دیا۔ لہٰذا جرنیلوں اور سیاسی مشیروں کی رائے سن کر اوباما نے افغانستان سے فوجیں بلانے کے قطعی فیصلہ کر لیا۔ لیکن امریکہ کے لئے اصل مسئلہ یہ تھا کہ وہ دنیا کو اپنی شکست کا تاثر نہیں دینا چاہتا تھا۔ لہٰذا اُس نے باعزت واپسی (رسوائی) کے لئے کئی جتن کیے۔ ستمبر 2010ء میں 70 رکنی افغان امن کونسل قائم کر دی گئی' جس میں مختلف

دھڑوں کو نمائندگی دی گئی۔ کونسل کے قیام کا اصل مقصد یہ تھا کہ وہ طالبان سے مذاکرات کر کے امریکہ کی باوقار واپسی کا راستہ کھولے مگر طالبان کے لئے امن کونسل نا قابل قبول تھی۔ طالبان امریکہ سے براہ راست مذاکرات کے سوا کسی آپشن پر رضا مند نہ تھے۔ اِس دوران امریکہ نے 2014ء میں افغانستان سے واپسی کا علان کر دیا۔ انخلاء کے واضح اعلان کے باوجود طالبان مجاہدین نے غاصب فوجوں پر تابڑ توڑ حملے جاری رکھے۔ بالآخر تنگ آ کر اوباما نے رفقاء کے مشورے سے امریکہ کرزئی طالبان سہ فریقی مذاکرات کی تجویز دی‘ مگر طالبان نے اسے یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ افغان مسئلہ کے اصل فریق صرف طالبان اور امریکہ ہیں۔ طالبان افغان عوام کے اصل نمائندے ہیں اور امریکہ نے اُن کے ملک پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے۔ رہی بات کرزئی انتظامیہ کی تو وہ امریکہ کی کٹھ پتلی ہے‘ جسے افغان عوام کا اعتماد حاصل نہیں۔ مذاکرات صرف طالبان اور امریکہ کے درمیان ہی ہو سکتے ہیں۔

اب جو دوحہ میں مذاکرات کے لیے طالبان نے اپنا دفتر کھولا ہے تو یہ بھی امریکہ کی شدید خواہش پر کھولا گیا ہے‘ اور اس میں ہماری عسکری قیادت نے خصوصی کردار ادا کیا ہے۔ ایک اخبار کی رپورٹ کے مطابق امریکہ اسلام آباد کے بغیر طالبان کا مسئلہ اکیلے حل کرنے سے عاجز آ گیا ہے۔ اُس نے طالبان کی نچلی قیادت کے ساتھ دنیا کے کئی ممالک میں مذاکرات کیے یہاں تک حقانی نیٹ ورک کے نچلے درجے کی قیادت سے بھی مذاکرات کیے گئے مگر کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ لہٰذا امریکہ صحیح راستہ پر آ گیا کہ جیسے بھی ہو کہ ملا عمر کی قیادت کو تسلیم کرتے ہوئے حقیقی طالبان سے مذاکرات کئے جائیں‘ اور اس کے لیے پاکستان کا تعاون حاصل کیا جائے۔ ایک اعلیٰ امریکی عہدیدار کے مطابق اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ طالبان اپنے فیصلوں میں آزاد ہیں‘ وہ پاکستان یا کسی اور طاقت کا دباؤ قبول نہیں کرتے‘ تاہم وہ واحد ملک جس کا سب سے زیادہ اثر طالبان پر ہے وہ پاکستان ہی ہے۔ پاکستان میں انتخابات کے دنوں میں جان کیری نے ہمارے آرمی چیف سے اس بارے میں بات چیت کی کہ طالبان کو میز پر لایا جائے۔ چنانچہ پاکستان نے اس مقصد کے مربوط کوششیں کیں۔ طالبان کمانڈر امریکہ سے مذاکرات نہیں چاہتے تھے‘ کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جنگ جیت چکے ہیں۔ لہٰذا سفارتی محاذ پر ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ اس موقع پر پاکستان نے اپنا اثر و رسوخ استعمال کیا اور طالبان کو بتایا کہ امن عمل کا حصہ بن کر وہ عالمی سطح پر پذیرائی حاصل کر سکتے ہیں اور افغان مسئلہ کے جلدی حل کے ساتھ ساتھ غیر ملکی افواج کے انخلاء کا ہدف بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ دوسری صورت میں اس تنازع میں کسی بھی فریق کو مکمل فتح حاصل نہیں ہو سکتی۔ دفتر خارجہ کے مطابق پاکستان نے امریکہ پر بھی یہ واضح کیا کہ وہ طالبان کو صاف طور پر افغان آئین کو تسلیم کرنے اور تشدد کا راستہ چھوڑنے کی بجائے اعتماد سازی کا موقع دے۔ ممتاز عسکری تجزیہ نگار اور سابق آرمی چیف جنرل مرزا اسلم بیگ کے بقول امریکہ دنیا کو یہ باور کرا رہا ہے کہ طالبان تھک گئے ہیں، اور اب وہ امریکہ کے ساتھ مذاکرات کر کے معاملات طے کرنا چاہتے ہیں‘ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ طالبان بڑے پر سکون ہیں۔ طالبان کا کہنا ہے کہ وقت ہمارے ساتھ ہے اور ہم نے جو فیصلہ کیا ہے اُس پر قائم رہیں گے۔ اب کرزئی اور امریکہ کے اس منصوبے پر عمل درآمد ممکن نہیں جس کے تحت امریکہ کے بنائے ہوئے آئین کے تحت الیکشن ہوں اور حکومت بنے اور طالبان اُس کا حصہ بنیں۔ طالبان اس نظام کے تحت کام کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ طالبان امارت اسلامیہ افغانستان کے قیام کے لئے جدو جہد کر رہے ہیں‘ جہاں کا قانون اور آئین شریعت اسلامیہ کے ماتحت ہوگا۔ باوثوق ذرائع کے مطابق انہوں نے اس منصوبے پر عمل درآمد کے لئے شمالی اتحاد‘ حزب اسلامی اور کرزئی کے ساتھیوں سے بھی بات چیت مکمل کر لی ہے‘ بلکہ حال ہی میں فرانس میں طالبان کی زیر قیادت افغانستان کے مختلف دھڑوں کے اجلاس میں مستقبل کی حکومت کے تفصیلی نقشہ پر بھی اتفاق ہو چکا ہے‘ اگرچہ امریکہ اور مغربی طاقتیں اس پیش رفت کو منظر عام پر لانے سے گریز کر رہی ہیں۔

یہ ہے وہ پس منظر جس میں قطر میں عنقریب مذاکرات کا آغاز ہونے والا ہے۔ اگرچہ امریکی کٹھ پتلی حامد کرزئی نے دوحہ میں کرزئی انتظامیہ کے بغیر اور امارت اسلامی افغانستان کے جھنڈے تلے طالبان امریکہ مذاکرات کی شدید مخالفت کی ہے اور کابل میں امریکیوں سے نئے سکیورٹی معاہدے کے حوالے سے ہونے والے مذاکرات معطل کر دئے ہیں مگر ان سے طالبان امریکہ مذاکرات پر خاطر خواہ اثر نہیں پڑے گا۔ مذاکرات کا عمل جو مؤخر کیا گیا ہے بظاہر عالمی میڈیا اور خود امریکہ یہ تاثر دے رہا ہے کہ یہ کرزئی کے اعتراضات کے سبب کیا گیا ہے‘ لیکن یہ تاثر جزوی طور پر ہی درست ہو سکتا ہے۔ مذاکرات کے مؤخر ہونے کی اصل وجہ یہ ہے کہ طالبان بات چیت کا سلسلہ مارچ 2012ء ہی سے شروع کرنا چاہتے ہیں، جہاں سے یہ سلسلہ ٹوٹا تھا۔ اُس وقت امریکہ نے پانچ افغان رہنماؤں کی رہائی کا وعدہ کیا تھا‘ مگر بعد میں وہ سی آئی اے کے دباؤ پر اس وعدے سے یہ کہہ کر مکر گیا تھا کہ طالبان جنگ بندی کریں۔ تب یہ رہائی عمل میں لائی جائے گی۔ لہٰذا یہ بات چیت آگے نہ بڑھ سکی۔ اب اوباما نے اس بارے میں گرین سگنل دے دیا ہے۔ بہر کیف جیسے ہی اس بارے میں بریک تھرو ہوتا ہے‘ بات چیت شروع ہو جائے گی۔ البتہ اس بات چیت اور باقاعدہ مذاکرات سے پہلے اعتماد سازی کے اقدامات کا سلسلہ درپردہ اب بھی جاری ہے۔ رہ گئی کرزئی کے اعتراضات اور چیخ و پکار تو امریکہ کی نگاہ میں یہ کوئی معنی نہیں رکھتی۔ امریکہ کو کرزئی اقتدار نہیں اپنے مفادات عزیز ہیں اور اپنے مفادات کے لئے وہ ایسے ہزار کرزئی قربان کر سکتا ہے۔ کرزئی نے قوم سے غداری اور امریکہ سے وفاداری کی قیمت بارہ سالہ اقتدار کی صورت میں وصول کر لی ہے۔ اب ان کا مزید کوئی مطالبہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ قرائن تو یہ بتا رہے ہیں کہ مستقبل کے منظر نامے میں شمالی اتحاد کے لیے تو جگہ ہے لیکن کرزئی کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ ایک پاکستانی فوجی افسر نے طالبان امریکہ مذاکرات پر بہت حقیقت پسندانہ تبصرہ کیا ہے۔ امریکہ کے پاس طالبان مسئلہ کے تین حل تھے: پہلا یہ کہ طالبان کو مارو اور اُن کی لڑنے کی صلاحیت مستقل طور پر ختم کر دو‘ مگر وہ اُس میں ناکام رہے۔ دوسرا حل یہ تھا کہ طالبان سے شدید لڑائی کرو اور انہیں افغانستان کی نئی حقیقتوں کو تسلیم کرنے پر مجبور کرو‘ تاکہ وہ افغان آئین اور کرزئی کی قیادت کو مان لیں‘ مگر اس میں بھی اُسے ناکامی ہوئی۔ تیسرا حل جسے ایک مجبوری بھی کہا جا سکتا ہے کہ طالبان کو افغانستان کی ایک قانونی طاقت مان لیا جائے‘ اُن سے مذاکرات کئے جائیں اور حامد کرزئی کی حمایت ترک کرنے سمیت اُن کے مطالبات بھی مان لیے جائیں اور میرا خیال ہے کہ تیسرے حل پر عمل کیا جا رہا ہے۔

فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا

حکیم ابونصر محمد فارابی

عظیم فلسفی، سائنسدان اور معلم اخلاق

فرقان دانش

تعارف وحالاتِ زندگی

ابونصر فارابی عالی دماغ سائنس دان اور عظیم مفکر وفلسفی تھے۔ فلسفہ کی دنیا میں انہیں معلم ثانی کا خطاب دیا گیا، معلم اوّل ارسطو کو کہا جاتا ہے۔ ابونصر کائنات کے محقق اور تہذیب و معاشرت اور علم اخلاق کے نکتہ داں تھے۔ دنیا کی بہت سی زبانیں بھی جانتے تھے۔ اُن کے آباء واجداد ایران سے تعلق رکھتے تھے جو کہ ہجرت کر کے ترکستان میں آباد ہو گئے تھے۔ ابونصر فارابی کے والد فوج میں سپہ سالار تھے۔

ابونصر کا پورا نام ابونصر محمد بن فرخ الفارابی تھا۔ وہ 870ء میں ترکستان میں فاراب کے نزدیک ایک گاؤں واسج میں پیدا ہوئے، فاراب ترکستان میں ایک مقام ہے۔ اسی نسبت سے وہ فارابی مشہور ہوئے۔ انہوں نے اپنی ابتدائی تعلیم فاراب اور بخارا میں مکمل کی۔ بعدازاں وہ اعلیٰ تعلیم کے لیے بغداد چلے گئے، جہاں وہ طویل عرصہ (901ء تا 942ء) حصولِ تعلیم اور اپنے کام میں مشغول رہے۔ فارابی نے اپنے کام اور تعلیم کے لیے دمشق اور مصر کے بھی سفر کیے، لیکن وہ لوٹ کر بغداد آ جاتے تھے۔ انہوں نے چھ عباسی خلفاء کے ادوار دیکھے۔ اپنی زندگی میں انہیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، ایک بار انہیں ایک باغ میں چوکیداری بھی کرنا پڑی۔

علمی خدمات اور کارنامے

حکیم ابونصر فارابی اعلیٰ ترین ذہن و دماغ رکھنے والے تھے۔ انہوں نے بے شمار کتابیں لکھیں، جن میں سے اکثر لاپتہ ہیں۔ صرف 117 کتب کے آثار ملتے ہیں، جن میں سے 43 منطق پر، 11 مابعد الطبیعیات پر، 7 اخلاقیات پر، 7 سیاسیات پر اور 17 موسیقی، ادویات اور عمرانیات پر مشتمل ہیں۔

فارابی عظیم فلسفی، ریاضی کے ماہر اور ہر فن میں دسترس رکھنے والے دانشور تھے۔ ہم یہاں اُن کا فلسفۂ اخلاق پیش کرتے ہیں۔

فارابی کا فلسفۂ اخلاق

فارابی علم اخلاق اور معاشرت پر بڑے اچھے انداز میں بحث کرتے ہیں۔ حکماء میں فارابی پہلے شخص ہیں، جنہوں نے حیوانات پر غور کیا اور بتایا کہ انسان اشرف المخلوق کیوں ہے۔ انسان کی زندگی کا ایک عظیم مقصد ہے، اور وہ عظیم مقصد ''سعادت'' کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے، ''سعادت'' پاکیزہ خیالات ونظریات اور اعمال صالحہ کا نام ہے۔ اسی کو ''مکارم اخلاق'' بھی کہتے ہیں۔ ان کے نزدیک ایک اچھے طالب علم پر لازم ہے کہ وہ حرص وطمع، جلن، حسد، غصہ، غیبت اور برائی سے بالکل دور رہے، وہ ایسے لوگوں کے قریب بھی نہ جائے۔ اس کی بجائے اچھے اور شریف لوگوں میں رہے۔

فارابی کہتے ہیں کہ انسان علم کو روزی حاصل کرنے کا ذریعہ ہرگز نہ بنائے۔ جس شخص کا علم اس کے اخلاق وعادات کی اصلاح نہ کرے اور اسے سچا باعمل نہ بنائے، اس کا علم ناقص اور بیکار ہے، وہ آخرت میں سعادت کا مستحق نہ ہوگا۔ کسی انسان کو کمال انسانیت صرف اچھے علم اور اچھے عمل سے ہی حاصل ہو سکتی ہے، یعنی اس کے اخلاق وعادات اچھے ہوں، شیریں زباں ہو اور عمل بھی اچھا ہو۔

اشرف المخلوق انسان کا ارتقاء

فارابی کے مطابق انسان اپنی اجتماعی زندگی میں طبعاً خاندان کی تشکیل کرتا ہے۔ یہ پہلا اجتماع ہے۔ کئی خاندان مل کر جبکہ باہم ان میں تعلقات پیدا ہو جاتے ہیں، قبیلہ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ قبیلہ انسانوں کا دوسرا اجتماع ہے جو کئی خاندانوں کا مجموعہ ہے۔ پھر اپنی ضرورتوں سے مجبور ہو کر کئی قبائل باہم مل جاتے ہیں تو یہ تیسرا اجتماع قوم کی صورت میں وجود میں آتا ہے۔ یہ بڑا اجتماع ہے اور ارتقاء کی تیسری منزل ہے۔ خاندان سب سے چھوٹی اکائی ہے، قبیلہ دوسری اور قوم سب سے بڑا اجتماع ہے۔

قوم اپنا الگ اور منفرد مزاج رکھتی ہے۔ ہر قوم دوسری قوم سے عادات واطوار، انداز غور وفکر میں الگ ہوتی ہے۔ اقوام کے خیالات ونظریات معاشرتی زندگی اور زبان سب باتیں الگ الگ ہوں گی۔ یہاں تک کہ شکل وصورت میں بھی اقوام عالم ایک دوسرے سے الگ الگ نظر آئیں گی۔ ان کی قومی خصوصیات الگ الگ اور فطری ہوں گی۔

اچھی شہریت کا معیار

اعلیٰ تمدن اور صحت مند معاشرہ کے شہریوں میں یہ خصوصیات پائی جانی لازم ہیں:

1۔ وہ شہری صحیح اور تندرست ہوں۔ ان کے اعضاء مضبوط ہوں۔ وہ سب کاموں کو آسانی انجام دے سکیں۔ مستقل مزاج اور سنجیدہ ہوں۔ ان کے کاموں میں باقاعدگی ہو۔ وہ جملہ فرائض کو عمدگی اور مستعدی سے ادا کریں اور حقوق سے آگاہ ہوں۔

2۔ وہ ذہین وفہیم، مستعد اور حوصلہ مند ہوں، دور اندیش، اچھے ڈھنگ سے سوچنے والے اور پاکیزہ خیالات رکھنے والے ہوں۔ وہ جو کچھ سنیں یا پڑھیں اسے اچھی طرح سمجھ لیں اور اس کی تہہ تک پہنچ جائیں۔

3۔ وہ قوی حافظہ کے مالک ہوں۔ وعدہ کو یاد رکھیں اور پورا کریں۔ لیت ولعل ہرگز نہ کریں۔

4۔ وہ لوگ شیریں زبان ہوں اور جو کچھ بیان کرنا چاہتے ہوں، اچھے الفاظ اور عمدہ طریقے سے بیان کر دیں۔ ادھورا اور ناقص جواب ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہے۔

5۔ وہ حاضر دماغ ہوں۔ وہ ماحول اور حالات کو سمجھتے رہیں، غافل نہ رہیں۔

6۔ وہ علم کا سچا ذوق وشوق رکھتے ہوں۔ علمی تحقیق وجستجو اور حق کی تلاش میں ہمہ وقت سرگرداں رہیں اور اس راہ میں ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کریں۔

7۔ وہ قناعت پسند، دل کے غنی اور سیر چشم ہوں، حریص اور لالچی نہ ہوں۔ لہو ولعب کے قریب نہ جائیں۔

8۔ وہ سچے اور دیانتدار ہوں، اظہارِ حق سے گریز نہ کریں۔ سچ بولنے والوں کی قدر کریں۔ جھوٹ، مکر وفریب اور بدگوئی سے نفرت کریں۔ ناکامیوں سے مایوس نہ ہوں۔

9۔ وہ باوضع، غیرت مند، باوقار اور خلیق ہوں۔ عزت کی زندگی کو زندگی سمجھتے ہوں۔

10۔ وہ فیاض اور سخی دل ہوں، انصاف پسند ہوں اور ہر حال میں خدا کا شکر ادا کریں۔

وفات

ابونصر نے 950ء میں دمشق میں 80 سال کی عمر میں وفات پائی۔ انہوں نے عمر بھر شادی نہ کی۔

ماہ رمضان المبارک کے دوران تنظیم اسلامی کے حلقہ جات

فیصل آباد، لاہور، سکھر اور سرگودھا

کے زیراھتمام

دورۂ ترجمہ قرآن و خلاصہ تعلیمات قرآن

کے پروگراموں کی فہرست

نام مدرس	مقام و پتہ	ناظم پروگرام رابطہ نمبر
حلقہ فیصل آباد		
دورۂ ترجمہ قرآن		
ڈاکٹر عبدالسمیع	قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 فیصل آباد	حکیم سعید مختار 0321-7805614
مختار حسین فاروقی	جامع مسجد عبیداللہ (المعروف گنبدوں والی مسجد) محلہ سلطان والا، جھنگ	عامر رشید 0301-7690650
عبداللہ اسمعیل	قرآن اکیڈمی لالہ زار کالونی نمبر 2 ٹوبہ روڈ، جھنگ	نذر محمد 0336-6778561
محمد نعمان اصغر	الائیڈ سکول (بوائز کیمپس) علی ٹاؤن سرگودھا روڈ، فیصل آباد	مجیب الرحمٰن بھٹی 0333-6507918
خلاصۂ تعلیمات قرآن		
پروفیسر خلیل الرحمٰن	جامع مسجد سلطان فاؤنڈیشن، ٹوبہ ٹیک سنگھ	محمد شفیق عالم پوری 0333-6872633
حافظ محمد نواز	جامع مسجد طوبیٰ شالیمار ٹاؤن، رجانہ روڈ، ٹوبہ ٹیک سنگھ	حافظ محمد نواز 0323-7285029
پروفیسر ڈاکٹر محمد ممتاز	رائل ایجوکیشن کمپلیکس، عبداللہ پل سمندری روڈ، فیصل آباد	مختار علی صدیقی 0345-7708716
فیضان حسن جاوید	امام علی لائبریری، ٹائر مارکیٹ، جامعہ چشتیہ چوک، سرگودھا روڈ، فیصل آباد	حاجی محمد یونس 0321-7988770
ڈاکٹر نعیم الرحمٰن	جامع مسجد عزیز فاطمہ ہسپتال، گلستان کالونی، فیصل آباد	ڈاکٹر نعیم الرحمٰن 0300-7651349
محمد فاروق نذیر	جامع مسجد کریمیہ شیراز پارک متصل گلستان کالونی، فیصل آباد	محمد فاروق نذیر 0300-7997861
شیخ محمد سلیم	جامع مسجد TNT کالونی، ستیانہ روڈ، فیصل آباد	شیخ محمد سلیم 0300-6639055
افتخار علی	جامع مسجد العزیز B-520 العزیز مسجد پیپلز کالونی، فیصل آباد	حافظ محمد سعید 0321-7600482
سید کفیل احمد ہاشمی	جامع مسجد اتفاق زیڈ بلاک، مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد	حبیب الرحمٰن 0300-6627498
محمد سعید	جامع مسجد قبا ننکانہ روڈ، شاہ کوٹ	محمد سعید 0300-5811819
غلام سرور	جامع مسجد صدیقیہ وارڈ نمبر 13، شاہ کوٹ	غلام سرور 0300-4905433
حافظ منیر حسین	دفتر تنظیم اسلامی نزد مرکزی مسجد، غلہ منڈی، سانگلہ ہل	ڈاکٹر محمد حیات 0312-7464866
بذریعہ DVD	رہائش محمد اسدالرحمٰن چک نمبر 3 سرگودھا روڈ، فیصل آباد	محمد اسدالرحمٰن 0321-7669710

حلقہ لاہور

دورۂ ترجمہ قرآن

نام مدرس	مقام و پتہ	ناظم پروگرام رابطہ نمبر
ذیشان شجاع	جناح گرائمر سکول اقبال روڈ، شادباغ	شمالی 0344-4294304
اقبال حسین	جامع مسجد نور (المعروف ایک مینار والی مسجد) چوک گلستان کالونی، مصطفیٰ آباد	صدر 0321-4004049
محسن محمود	جامع مسجد الہدیٰ بہار شاہ روڈ ڈی بلاک الفیصل ٹاؤن، لاہور کینٹ	صدر 0321-4004049
نور الوریٰ	شالیمار میرج گارڈن شالیمار کالج روڈ بالمقابل پانی والی ٹینکی، باغبانپورہ	گڑھی شاہو 0323-4667834
شکیل احمد	ڈبلن سکول اینڈ لاہور سائنس اکیڈمیز، لاہور میڈیکل اینڈ ڈینٹل کالج ہربنس پورہ مین کینال روڈ	گڑھی شاہو 0323-4667834
اعجاز لطیف	جامع مسجد بنت کعبہ N-866 پونچھ روڈ، سمن آباد	سمن آباد 0300-4212181

ڈاکٹر عارف رشید	جامع القرآن قرآن اکیڈمی 36-K ماڈل ٹاؤن، لاہور	ماڈل ٹاؤن + گارڈن ٹاؤن 0333-4482381
رحمت اللہ بٹر	مریم شادی ہال مین بلیوارڈ سبزہ زار سکیم نزد شاہ فرید چوک	اقبال ٹاؤن 0300-9474473
رشید ارشد	آمنہ شادی ہال مین بلیوارڈ اقبال ایونیو ہاؤسنگ سوسائٹی نزد شوکت خانم ہسپتال	واپڈا ٹاؤن 0300-8435160
ڈاکٹر محمد ابراہیم	235-4 لاریکس کالونی گڑھی شاہو	گڑھی شاہو 0323-4667834

خلاصۂ تعلیمات قرآن

فواد احمد	جامع مسجد و مکتب خدام القرآن 4 اکیڈمی روڈ والٹن	چھاؤنی + گلبرگ 0300-8468461
ڈاکٹر اقبال حسین	مدنی مسجد قیوم پارک عقب عروسہ شادی ہال فیروز والا	شاہدرہ 0314-4075722
نعیم اختر عدنان	جامع مسجد نور الہدیٰ سوئی گیس روڈ مین فیروز والا	شاہدرہ 0314-4075722
	مسجد النور (باغ والی) محمد نگر علامہ اقبال روڈ نزد ریلوے ہیڈ کوارٹرز	گڑھی شاہو 0323-4667834
نثار احمد خان	اکبر اعظم شادی ہال گلشن راوی	سمن آباد 0300-4212181
قیصر جمال فیاضی	جامع مسجد خدیجۃ الکبریٰ گلی نمبر 4، بالمقابل ہیر کلب، محلہ غوث نگر، چنگی کوٹھی روڈ شیخوپورہ (بعد از نماز عصر)	شیخوپورہ 0313-4954606
قیصر جمال فیاضی	دفتر تنظیم اسلامی شیخوپورہ تیسری منزل، مکہ ٹاور، سول کوارٹرز روڈ شیخوپورہ (بعد از نماز مغرب)	شیخوپورہ 0313-4954606
انجینئر عبداللہ محمود	ادارہ اصلاح و تبلیغ 362 بی بلاک فیز III جوہر ٹاؤن	ٹاؤن شپ 0345-4801008
خباب عبدالخالق	جامع مسجد P بلاک 237,238 پی بلاک جوہر ٹاؤن	جوہر ٹاؤن 0314-4118221
حامد سجاد	کونسیپٹ اکیڈمی ماڈل ٹاؤن	قرآن اکیڈمی 0333-4482381

حلقہ سکھر

دورۂ ترجمہ قرآن

بذریعہ آڈیو بانی تنظیم اسلامی	3/B پروفیسرز ہاؤسنگ سوسائٹی، شکارپور روڈ، سکھر	سکھر 0345-5255100
احمد صادق سومرو	جامع مسجد شاہ پنجو	//

سعید احمد سندیلو	سعید کولڈ ڈرنک شاپ نزد ابوبکر قبرستان ائیرپورٹ روڈ، لاڑکانہ	//

خلاصہ تعلیمات قرآن

حافظ محمد خالد شفیع	آئی بی اے مسجد، ائیرپورٹ روڈ، سکھر	//

حلقہ سرگودھا

دورۂ ترجمہ قرآن

ڈاکٹر ناصر ملک	مسجد جامع القرآن مین روڈ سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا	ڈاکٹر عبدالرحمٰن 0321-6056079
نور خان	مسجد بیت المکرم، پی اے ایف کالونی، میانوالی	حاجی عبداللہ خان 0343-6880786
بذریعہ ملٹی میڈیا	دفتر تنظیم اسلامی بلاک 4 جوہر آباد	خالد وسیم 0333-6813350

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی

دورۂ ترجمہ قرآن

قاری خورشید انجم	قرآن اکیڈمی، حکیم تاڑد، نشتر آباد، جی ٹی روڈ، پشاور	امجد پرویز 0308-5922300

بقیہ: خلافت فورم

کھانا پکا کر فوجیوں کو پہنچاتے تھے۔ یہ محبت کا رشتہ ضروری ہے۔ البتہ فوج سے بھی کوتاہیاں ہوئی ہیں کہ ان کی قدر میں کمی آئی ہے لیکن ہمیں اس کو ہوا نہیں دینی چاہیے بلکہ اس تعلق کو بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تاہم یہ وضاحت ضروری ہے کہ ہم فوج کی سیاست میں دخل اندازی کو کسی طور درست نہیں سمجھتے، کیونکہ اسی وجہ سے آج ہمارا ملک تباہی کے دہانے پر پہنچا ہے۔

سوال: پاکستان کی سیاسی معاشی اور معاشرتی تباہی کے ذمہ دار صرف طالع آزما جرنیل ہی تھے یا آپ کے خیال میں اِس کی کچھ اور وجوہات بھی ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: اس میں کوئی شک نہیں کہ طالع آزما جرنیلوں کی وجہ سے ہمارے ملک کے تمام شعبوں میں بگاڑ آیا ہے۔ اس وجہ سے ہمارا امیج بھی خراب ہوا ہے اور ہماری سیاسی، معاشی اور معاشرتی صورتِ حال میں بھی خرابی آئی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ان مسائل کی اصل وجہ یہ نہیں ہے، کیونکہ جمہوریت بھی کوئی ایسا نظام نہیں کہ اس کی صورت میں یہ مسائل پیدا نہ ہوتے ہوں۔ اگرچہ جمہوری نظام میں بعض چیزیں اچھی ہیں۔ لوگوں کی رائے لی جاتی ہے، لوگوں سے مشورہ کیا جاتا ہے، لیکن مغربی جمہوری نظام کی وجہ سے بھی ہمارے ہاں بہت سی خرابیاں آئیں۔ ہمارے سوچنے کی اصل بات یہ ہے کہ ہم پاکستان کی بنیاد کو مضبوط کریں۔ قیام پاکستان کی بنیاد کیا تھی؟ اس حوالے سے قائداعظمؒ اور علامہ اقبالؒ نے واضح طور پر کہا تھا کہ برصغیر کے مسلمانوں کو ایک الگ خطہ زمین چاہیے جہاں وہ اسلامی اُصولوں کا نفاذ کر سکیں، اسلام کو بطور ماڈل دنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔ ہم اپنے اس عہد سے غداری کر کے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے بدعہدی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ ہمارا اصل جرم اور مسائل کی بنیادی وجہ یہ ہے۔ ہم اسی کی سزا بھگت رہے ہیں۔

نذیر احمد غازی: ہمارے ہاں جمہوریت تو ایک مذاق بن گئی ہے۔ اس اسمبلی میں بھی وہی لوگ موجود ہیں جو پرویز مشرف کے ساتھ تھے۔ جماعتیں بدل کر ہر اسمبلی میں یہی لوگ پہنچ جاتے ہیں، جنہیں عوام کے مسائل سے کوئی دلچسپی نہیں۔ اللہ کرے اس ملک میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا نظام آئے اور یہاں ایسے حکمران آئیں جو محلوں میں نہ رہتے ہوں، جن کے کرتے پر پیوند لگے ہوں، جو عوام کے مسائل سے آگاہ ہوں۔ تبھی ہم اللہ کی مدد اور نصرت سے ان مسائل سے چھٹکارہ پا سکتے ہیں اور یہی ہمارے مسائل کا واحد حل ہے۔

[مرتب: فرقان دانش]

Amer Haleem

NONE TOO SOON

The practices that give Islam its most defining character are its religious rites. These are also the habits of Muslims that, I have seen, elicit the greatest envy from people of other faiths whose hearts carry a sincerity about God.

Talk to the Muslims who have come to Islam from other faith-paths and see if they don't tell you of the twinge in their souls --- when they saw a Muslim bowing his head to the ground in *salah*, or with begging palms open to the heavens in his stark-while Hajj *ihram*.

This kind of ritual-envy, I think comes under the category of the legitimate sort. It flares from *fitrah*, the original disposition of purity and singular belief upon which Allah originated human beings. It stirs from a place primordial beyond the cells that cries out for continuity of body and soul for an act of adoration for its Lord.

أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۛ شَهِدْنَا ۛ

! Am I not your Lord? They said: O yes, indeed? We bear witness!" [*Al-A`raf*: 172]

Yet nothing, it seems to me, gathers this feeling for singularity in adulation together in a ball and rolls it to High Heaven quite like fasting. For what of our religious rites is more expressive of exactly who we are, internally, as a nation --- the willing submitters of their free will to the Will of Allah (the meaning of the collective "*muslim*") --- than this paradoxically invisible, individual fast we do in Ramadan?

You can't see it. You can't touch it. You can't quantify it. But there it is, driving an entire planet of people, channeling together the collective cry of their hollowed witness from the hollows of their souls as is echoes down through the canyons of our ethereal lives before the world: *Bala*!

Nothing has seemed more necessary to me these past years than Ramadan, nothing more saving or essential. Last year, I feared for it to end. When it left, I feared living away from it. I am afraid now that my destiny will set upon me suddenly before its sheltering skies canopy overhead again.

Maybe it's because the world grows ever bleaker around us, as mercy fails man and the steward fails creature and creature in a blind grab for immortality that steals from him his providence and seals with him the fate of the Earth.

Or maybe it is the failings in me that seem to proliferate around me.

Yet to face the Divine Countenance without the hoped-for graces, the sweet traces of the promises of another Ramadan … from this I shudder.

O Allah! Bring forth this month of Quran upon us with hope and faith, and in safety and Islam --- and with the divine guidance for us to do that which You love, and with which you are well-pleased. Amin!

[*Courtesy: monthly "Al-Jumuah*]

"No man becomes complete in this life until he internalizes four [virtues]: Religiousness (*al-diyanah*), trustworthiness (*al-amanah*), self-preservation [against sin] (*al-siyanah*), and solemnity (*al-razanah*)."

Imam Al-Shaafi`i

Illustrious Jurist,

Namesake of the Shafite School of Faith (Law)

(150 – 206 H)